# حق و باطل کی جنگ

حضرت مولانا مولوی ابو الفضل محمد عبد الکریم صاحب قادری لوارئی

مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

نام کتاب ...... حق و باطل کی جنگ

مطبع ........ مولا والا پرنٹرز

مصنف ...... مولانا ابوالنصر محمد عمر صاحب قادری وارثی

ناشر ........ محمد عاطف

خوشنویس ...... محمد امین قصوری

قیمت ...... ۶/- روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

# فہرست مضامین

★

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل
الظلمٰت والنور والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا
ومولینا محمد شفیع یوم النشور وعلیٰ اٰلہ واصحابہ
وازواجہ وذریاتہ واھلبیتہ وعلیٰ کل اولیاء
اللہ الغفور الشکور والحمد للہ رب العلمین الیٰ العبور

# حمد و نعت و منقبت

قابل حمد رب جہاں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے
خالق ورازق ومہرباں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے
خود بھی وہ رب ہے بے مثل دیکھا اس کا محبوب بھی ہے نرالا
خلق میں اس کا ثانی کہاں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے
مصطفےٰ وہ خدا کا دلارا دونوں عالم کی آنکھوں کا تارا
نور حق اصل کون ومکاں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے

غیب کی جس نے باتیں بتائیں کنزِ مخفی کی راہیں دکھائیں
عالم الغیب کا راز داں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے

جس کے اصحاب صدیق اکبر اور فاروق و عثمان و حیدر
چاند تاروں میں جو ضو فشاں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے

جس کے سبطین حسنین پیارے اہلِ ایماں کی آنکھوں کے تارے
جس کا فرزند غوث زماں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے

جس کی ازواج پاکیزہ سیرت جس کی دختر ہے خاتونِ جنت
جو حبیب خدائے جہاں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے

جس نے سورج کو الٹا پھرایا چاند کو جس نے دو کر دکھایا
ہر جگہ حکم جس کا رواں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے

جس کی طاعت خدا کی عبادت جس کی الفت خدا کی محبت
اسے عمر جو شہ انس و جاں ہے وصف میں اس کے عاجز زباں ہے

---

اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم

حمد کے قابل وہ واحد و یکتا سمیع و بصیر ہے مالک الملک خالق کل رب قدیر ہے جو ازلی ابدی اور سرمدی ہے۔

جو خود ہی اپنا عارف خود ہی معروف خود ہی حامد خود ہی محمود خود ہی احمد اور خود ہی محمد بس وہ ہی وہ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْئٌ ۝

نہ وقت تھا نہ زمانہ نہ دن تھا نہ رات۔ نہ کائنات اور کائنات کی کوئی شے نہ عرش و کرسی نہ لوح و قلم۔

کُنْتُ کَنْزاً مَّخْفِیًّا

یکایک اس نے چاہا کہ اب میں پہچانا جاؤں۔ اب تک باطن رہا اب اسم ظاہر کا مظہر بنوں تو اپنے نور ذات سے پیدا فرمایا اول الانبیاء خاتم النبیین سیدنا و شفیعنا حضرت احمد مجتبےٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

گویا پہچنوانا تو خود کو تھا مقصد تو اپنا ظہور تھا مگر مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ جو کچھ بھی ہو۔ محبوب کے ذریعہ سے ہو۔ جو مجھ کو جانے وہ اسی کے ذریعہ سے۔ جو مجھ کو پہچانے وہ اسی مطلوب کے وسیلے سے اس لیے اسی محبوب پاک کے نور سے سارے عالم کو پیدا فرمایا۔ زمین و آسمان شمس و قمر بحر و بر، شجر و حجر خشک و تر خاک و باد آب و آتش غرضیکہ ساری مخلوقات کو اسی کے نور پاک سے ہویدا فرمایا۔

پھر اسی خاک سے ابوالبشر آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنا کر اسی نور کو ان کی پیشانی پر جلوہ گر فرمایا۔ چنانچہ عارف رومی

علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

گر نہ بودے نورِ حق اندر وجود

آب و گِل را کے ملک کردے سجود

اسی کو فقیر محمد عمر قادری الوارثی نے عرض کیا ہے ؎

یہ باعث تھا جو آدم کو ملائک نے کیا سجدہ

کہ نورِ آدم کی پیشانی پر تاباں تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے

چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے

ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر

یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لیے

جناں میں چمن چمن میں سمن سمن میں پھبن پھبن میں دلہن

سزائے محن پہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لیے

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؟

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے

لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

# باب ۲

## حق و باطل کی جنگ کی ابتداء

## خدائے تعالیٰ اور مولوی عزازیل

جنگ کی ہے ابتدا اب خالق و شیطان سے بحث چھڑنے والی ہے ابلیس اور رحمان سے

شیطان چونکہ سب فرشتوں کا استاد تھا اس کا عزازیل نام تھا۔ اچھا خاصا پڑھا لکھا مولوی تھا، بہت ہی قابل اور نہایت ہی فاضل۔ عابد و زاہد اور پرہیزگار، توحید کا علمبردار اور شرک سے قطعاً بیزار تھا۔

اس نے دیکھا کہ یہ تو سب میلاد النبی کی تیاری ہو رہی ہے۔ بزم عالم سجائی جانے والی ہے۔ آسمانوں کا شامیانہ نصب کیا جا چکا ہے۔ زیب و زینت اور آرائش کا سامان ہو چکا ہے۔ روشنی کے لیے چاند سورج کے ہنڈے لگا دیے گئے ہیں۔ ستاروں سے آسمان دنیا کو جگمگا دیا گیا ہے۔ کہکشاں کی رنگین جھنڈیاں لگائی جا چکی ہیں۔ عرش اعظم کا تخت بچھایا جا چکا ہے۔ باغ جنت کے خوشنما پھولوں سے محفل کو سجانے اور مہکانے کا اہتمام ہو چکا ہے۔ اس کو یہ باتیں یہ اہتمام اور محبوب کے لیے یہ سب انتظام پسند نہ آیا۔ وہ اگرچہ ظاہر میں بڑا موحد تھا۔ مولوی تھا۔ مدرس تھا۔ مؤمن تھا۔ غازی تھا۔ لیکن ان سب خوبیوں کے باوجود اس کا باطن بالکل کافر تھا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ○ یعنی وہ کافروں میں سے تھا۔

اس کے دل کی گہرائی میں نورِ محمدی کی تعظیم سے انکار کا ناپاک جذبہ ایسا چھپا ہوا تھا جس کو وہ شاید خود بھی نہ سمجھتا ہو۔ وہ میلادِ محمدی کا یہ شاندار اہتمام دیکھ کر جل گیا۔ راکھ ہو گیا۔ وہ سمجھا کہ یہ تو نئی بات ہو رہی ہے جو سراسر بدعت ہے اور کوئی بڑے سے بڑا گناہ مجھ سے ہو جائے۔ مگر شرک و بدعت کا ارتکاب مجھ سے نہیں ہو سکتا اور نہ اس محفلِ میلادِ محمدی میں شرکت گوارا کر سکتا چنانچہ جب وہ وقت آیا کہ خداوند تعالیٰ نے حکم دیا۔

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سب فرشتے آدم کو سجدہ کریں۔

تو سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کر لیا۔ مگر مولوی عزازیل صاحب نے انکار کیا۔ اس وقت مولوی صاحب کے سامنے دو مسئلے تھے ایک تو معصیت خدا کے حکم کی نافرمانی کی۔ دوسرے غیرِ خدا کو سجدہ کرنے کی۔ خیال کیا کہ شرک گناہ اکبر ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ اس سے بچنا چاہیئے۔ چھوٹی معصیت کا ارتکاب کر لیا جائے۔ اسی لیے سب فرشتے سجدے میں پڑے رہے۔ مگر مولوی صاحب الگ کھڑے رہے۔

آج بھی ایسا ہی معاملہ ہے کہ جب اس محبوب کی تعظیم کا وقت آتا ہے تو سب لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ پڑے ہوتے ہیں آج بھی جماعت سے اختلاف کی وہی پرانی عادت ہے۔ مولوی صاحب کو یہ بھی خیال ہوا کہ میں نے ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں سجدے خدا کو کیے ہیں نمازیں پڑھی ہیں۔ تعلیم و تعلم کی خدمت انجام دی ہے علمی مدرسی کا کام کیا ہے اگر ایک سجدہ آدم کو نہ کروں گا تو کیا مضائقہ ہے۔

مگر وہ یہ نہ سمجھا کہ اسی ایک سجدہ آدم کے طفیل سے سارے سجدے خداوند تعالیٰ کے بھی قبول ہو جائیں گے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کی پیشانی اس کے محبوب کے جمال پر انوار سے جگمگا رہی ہے اور محبوب کی تعظیم سے انکار۔ محب کی تعظیم سے انکار ہے۔

حضرت قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جمالش بود اندر روئے آدم — کہ می بودش شرف بر جملہ عالم
اگر ایں نکتہ دانستے عزازیل — ہزاراں سجدہ آوردے دمادم

# نعت پاک

سراپا نورِ حق تھا وہ قدِ زیبا محمد کا
کہ جس نے اک نظر دیکھا ہوا شیدا محمد کا

کھنچا جب حُسن میں بے مثل وہ نقشہ محمد کا
نہ سایا تک کیا اللہ نے پیدا محمد کا

یہی حسرت ہے یارب کاش پھر جاتا مدینے کو
نظر کے سامنے ہوتا مری روضا محمد کا

جو سر جائے تو جائے کچھ نہیں پروا مگر یارب
نہ جائے سر سے مجھ دیوانے کے سودا محمد کا

یہ باعث تھا جو آدم کو ملائک نے کیا سجدہ
کہ نورِ آدم کی پیشانی پہ تاباں تھا محمد کا

مٹانے سے کسی کے تا قیامت مٹ نہیں سکتا
عمر کے نام سے پہلے ہے نام آقا محمد کا

## خداوند تعالیٰ اور مولوی عزازیل سے مناظرہ

خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس تو نے کیوں سجدہ نہیں کیا۔ ابلیس
نے جواب دیا۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ ۔ یعنی مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں

اس طرح شیطان نے نبی کو بشر کہنے کی بھی ابتدا کر دی جس کے طریقے پر آگے چل کر سارے کفار کا عملدرآمد رہا اور اب تک ہے۔

خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۔ نکل جا یہاں سے بیشک تو مردود ہے
وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے

شیطان کو خداوند تعالیٰ کا یہ جواب بہت ناگوار ہوا۔ کیونکہ یہ بالکل اس کی امیدوں کے خلاف تھا۔ اس نے کہا کہ آپ ابھی سے مجھ کو ملعون ہونے کا فتویٰ نہ دیجئے بلکہ مجھ سے مناظرہ کر لیجئے۔ میں ثابت کر دوں گا کہ میں ملعون نہیں ہوں اور میں نے جو سجدہ نہیں کیا تو اس میں تیرے نبی کے نور کی توہین نہیں تھی۔ بھلا تو خیال تو کر کہ میں ایک پڑھا لکھا شخص قابل اور تعلیمیافتہ مولوی فاضل میں کہیں ایسا کر سکتا تھا کہ میں توہین کا مرتکب ہوں ہاں یہ فرد ہے کہ جب معاملہ آ پڑا تیرا تو میں نے تیری عظمت اور بڑائی کا خیال رکھا۔

اور وہ یہ کہ ایک بار میں نے لوح محفوظ میں لکھا ۔ دیکھا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ خداوند تعالیٰ سب فرشتوں کو حکم دے گا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب فرشتے سر بسجود ہو جائیں گے ۔ مگر ایک نہ کرے گا۔

اب جبکہ میں نے دیکھا کہ وہی موقع آگیا ہے کہ سب نے سجدہ کر لیا ہے تو میں نے سجدہ نہ کیا تاکہ تیرا لکھا ہوا جھوٹا نہ ہو جائے اور تیرے ملعون بندوں کو امکان کذب کا ایک ثبوت نہ ہم پہنچ جائے وہ یہ کہنے لگیں کہ خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے لہٰذا میں نے تجھ کو جھوٹ کے عیب سے بچانے کے لیے سجدہ نہیں کیا اب کہیے آپ کیا کہتے ہیں ۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بھولا نہیں ہوں اسی لوح محفوظ میں یہ بھی تو لکھا ہے کہ جب وہ سجدہ نہ کرے گا تو خداوند تعالیٰ اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال کر نکال باہر کرے گا اور اس کو کافر بنا دے گا ۔ لہٰذا اس میرے لکھے کے مطابق تو نکل جا ۔ ورنہ بقول تیرے میرے ملعون بندے مجھ پہ امکان کذب کا افترا کریں گے اور یہ بھی کہیں گے کہ کوئی مسلمان بعد میں کافر ہو ہی نہیں سکتا شیطان جب مناظرے میں لاجواب ہوا تو پھر دھمکی دینے لگا ۔ آج بھی جب کے ہم مذہب مناظرہ میں شکست کھاتے ہیں ۔ تو جادلہ کے لیے تیار ہوتے ہیں اور اہل حق کو ڈراتے دھمکاتے اور مکر و فریب سے کام لیتے ہیں اور ابلیس کی امداد حاصل کرتے ہیں ۔ چنانچہ شیطان نے کہا۔

| | |
|---|---|
| قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ | میں تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں |
| إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ | اولادِ آدم کو بہکاؤں گا۔ |

سب کو گمراہ کروں گا۔ صرف تیرے خاص بندے مخلص رہ جائیں گے جو تیرے اس نور کی تعظیم کریں گے اور اس محفل میلاد کی زیب و زینت میں حصہ لیں گے اور اس نور کی اتباع و پیروی کریں گے۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

کہ سن لے میں بھی سچا ہوں اور سچی ہی بات کہتا ہوں مجھ کو بھرنا ہے تجھ سے اور تیرے تابعداروں سے سب سے جہنم۔

تابع اور پیرو وہ کہلاتا ہے۔ جو کسی خاص عقیدے یا کسی خاص عمل میں کسی کی پیروی کرے۔ اس اعتبار سے جماعت ملائکہ میں کوئی بھی پیرو مولوی عزازیل صاحب کا نہ تھا جو سجدہ تعظیمی کا منکر ہو میلاد نبوی کا مخالف ہو محفل رسول کی زیب و زینت کا دشمن ہو مگر خداوند تعالیٰ کو اپنے ذاتی علم غیب سے یہ معلوم تھا کہ آگے چل کر خود اولاد آدم میں اس کے تابع اور مقلد پیدا ہوں گے جو اسی طرح کی نمازیں پڑھیں گے۔ اسی کی طرح توحید کا اقرار کریں گے۔ اسی کی طرح شرک و بدعت سے بیزاری کا اظہار کریں گے تبلیغی جماعتیں بنائیں گے خود بھی کلمہ پڑھیں گے۔ دوسروں کو بھی پڑھائیں گے۔ مگر ہمارے محبوب کی تعظیم و تکریم سے انکار کریں گے۔ اس لیے خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اور تیرے پیرو تیرے ہم مذہب سب جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

شیطان نے اس کے بعد اس سے زیادہ کچھ کہنا سننا بیکار سمجھا اور صرف قیامت تک مہلت مانگنے پر اکتفا کی۔ خداوند تعالیٰ نے اس کی درخواست کو قبول فرما کر طوق لعنت اس کے گلے میں ڈال کر نکال باہر کیا اور اس طرح شیطان الرجیم اور رحمٰن الرحیم میں ایک دائمی جنگ عظیم کی بنیاد قائم ہو گئی جس نے آگے بڑھ کر

اللہ والوں اور شیطان والوں کے درمیان بڑی خطرناک اور مستقل صورت اختیار کر لی۔

اگر لاکھوں برس سجدے میں سر رہا تو کیا ہوا
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے

# باب ۳

## حضرت آدم کا جنّت میں قیام
## اور شیطان کا جذبۂ انتقام

حضرت آدم کا اب ہوتا ہے جنت میں قیام
مولوی ابلیس چلتے ہیں برائے انتقام

چونکہ آدم علیہ السلام حامل نورِ محمدی اور ذریعہ میلادِ احمدی تھے اس لیے ابلیس نے یہ چاہا کہ سب سے پہلے انہیں کو تباہ کرنا چاہیے اگر ان پہ وار چل گیا تو یہ نورِ محمدی کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکے گا اور جب آپ کا میلاد ہی نہ ہوگا تو معرفت خداوندی جو اصل مقصد خداوند عالم کا ہے وہ پورا نہ ہو سکے گا اس لیے شیطان نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا کیا جائے جو عظمت محمدیہ کے خلاف ہو پس پھر ان کا جنت میں کہاں ٹھکانا کیونکہ خدا کے محبوب کی تعظیم کی مخالفت کے سبب سے میں بھی نکالا گیا ہوں۔ کوئی عبادت میرے کام نہیں آئی پھر بھلا مجھ سے بڑھ کر کون عابد وزاہد اور موحد ہوگا جو اس عظمت والے نبی کے خلاف کوئی خیال دل میں لائے اور جنت میں بچ رہے

خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم و حوّا کو جنّت میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ دیکھو شیطان تم دونوں کا پکّا دشمن ہے۔ اس کا کہنا نہ ماننا اور اس سے ہوشیار رہنا اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ بے انصافوں سے ہو جاؤ گے۔

## وہ درخت کون تھا، شجرِ ممنوعہ کی اصل

مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ وہ درخت جس کے پاس جانے سے خدا نے منع فرمایا وہ کس چیز کا ہے کوئی صاحب فرماتے ہیں انگور کا تھا۔ بعض نے انجیر لکھا ہے اور اکثر کا قول ہے کہ وہ گیہوں کا درخت تھا جس پر کہ طول کیا گیا تھا۔ لیکن عجائب القصص حصہ اوّل مطبوعہ نولکشوری صفحہ ۳۶ میں حضرت علامہ دوراں مولانا فخر الدین حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نکتہ بیان فرمایا ہے جس سے کچھ حقیقت اس درخت کی معلوم ہوتی ہے کہ جب وجود حضرت آدم علیہ السلام کا تیار ہوا تو آپ نے آنکھ کھولی اور عرش سے فرش تک ہر چیز پر لکھا ہوا نظر آیا۔ لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ

حضرت آدم علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا یہ کون مقبول اور محبوب تیرا ہے جس کا نام تیرے نام کے ساتھ ہر جگہ نظر آ رہا ہے۔ پھر لطف یہ کہ جتنے حرف لا الٰہ الا اللہ میں اتنے ہی محمد رسول اللہ میں اور اس سے زیادہ مزے کی بات یہ کہ لا الٰہ الا اللہ میں بھی سب حروف بے نقط ہیں اور محمد رسول اللہ میں بھی سب بے نقط۔ ارشاد ہوا کہ یہ میرا محبوب اور تیرے فرزندوں میں سے ایک فرزند ہے، نہ پیدا کرنا میں چاہتا اس کو تو نہ پیدا کرتا تجھ کو اور عنقریب تجھ سے ایک لغزش ہوگی تو اس کے وسیلہ سے معاف ہوگی۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ الخ        پس وسوسہ ڈالا ان کے دل میں شیطان نے
کہ یہ عجیب بات ہے کہ باپ سے قصور ہوگا اور بیٹا شفیع ہوگا ہونا تو اس کے برعکس
چاہیئے تھا۔ چونکہ یہ وسوسہ عظمت شان محمدی کے خلاف تھا اس لیے کہ تمام عالم کے
شفیع المذنبین تو آپ ہیں آپ کا شفیع کون ہو سکتا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل فوراً جا کر قلب آدم علیہ السلام سے یہ وسوسہ
نکال لو ورنہ ان کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ حضرت جبرئیل بحکم رب جلیل گئے اور
قلب حضرت آدم سے اس وسوسہ کو نکال کر جنت کے ایک گوشہ میں دفن کر دیا
وہی وسوسہ تھا جو نخل گندم بن کر اُگا۔

بہر حال وہ درخت وسوسہ ہو یا نخل گندم شجر انگور ہو یا نہال انجیر شیطان
نے ایک دن جنتی کی وضع قطع بنا کر لمبا کرتا اونچا پاجامہ پہن کر اس کے کھانے پر
آمادہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے اس کے قریب جانے کی ممانعت کر دی ہے مگر
شیطان نے جواب دیا کہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فرمایا ہے ذکر وَلَا
تَاكُلَا فرمایا ہے کہ اس کو کوئی ڈر بھی نہیں آپ قریب نہ جایئے میں جا کر لائے دیتا ہوں
آپ نوش فرمایئے۔ غرضیکہ دونوں کو چند دانے کھلا ہی دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ ایک
دوسرے سے جدا کر دیئے گئے تین سو برس تک آہ و زاری میں مبتلا رہے آخر کار
وہی بات یاد آئی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈال دی۔

فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ        پس القا فرمادیا آدم کے دل میں ان کے
كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ۔        رب نے چند باتیں پس متوجہ ہوئے انکی جانب
آخر کار حضرت آدم علیہ السلام نے حضور کے میلاد مبارک کا وسیلہ پیش کیا عرض کیا کہ

"یا اللہ اپنے اسی نور پاک کے صدقے سے ہم دونوں کے گناہ بخش دے۔ فوراً ہی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اور دم بھر میں ساری لغزشیں معاف ہوگئیں سب رنج وغم دور ہوگئے حضرت حوا سے ملاقات ہوئی اولاد در اولاد کا سلسلہ جاری ہوا یہاں تک کہ کافی تعداد میں ہر طرف اولاد آدم نظر آنے لگی۔

توبہ ہوئی قبول جو آدم کی اے عمرؔ ۔۔۔ برکت تھی ذکر مولد خیر الانام کی

# باب ۴

## فرقہ بندی کی ابتداء ، ولی ولی کی جنگ

مولوی ابلیس کی اب فرقہ بندی دیکھئے ۔۔۔ اہل باطل کی شکست و فتحمندی دیکھئے

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک گروہ ہدایت پر ہے اور دوسرے پر گمراہی ثابت ہوچکی ہے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خدا کے سوا شیطان کو مددگار بنا رکھا ہے اور خیال کرتے ہیں۔ وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

شیطان کو جہاں اپنی اس معمولی کامیابی پر کہ اس نے آدم وحوا کو خوب چکمہ دیا اور جنت سے نکلوایا اور زمین سو برس تک ان کو رولایا پٹایا وہاں اپنی ناکامیابی پر بھی بے حد افسوس تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ چند روزہ کی کامیابی کچھ کامیابی نہیں مگر اس نے

ہمت نہ ہاری اور کام برابر جاری رکھا۔ وہ بڑا قابل تھا۔ اس نے قابیل کے ہاتھ سے جناب ہابیل کو قتل کرایا۔ بہن کا عاشق بنایا۔ باپ کے راستے سے ہٹایا رفتہ رفتہ اولاد آدم کو بہکانے اور ان کو گمراہ کرنے میں اس کو کافی کامیابی ہوئی اور جن لوگوں نے اپنے باپ دادا کا طریقہ چھوڑا۔ سلف صالحین کے راستے سے منہ موڑا ان کی ایک مستقل جماعت جس کو اس زمانے کی نئی روشنی والوں کی جماعت کہنا چاہیے تیار ہوگئی۔ خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی اولادوں کو ہدایت کریں۔ اور سمجھائیں کہ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ یعنی گروہ شیطانی کی پیروی نہ کریں۔ اپنے پرانے طریقے پر قائم رہیں۔ مطلب یہ کہ آدمی بنے رہیں دیو کے بندے اور شیطان کے پجاری نہ بنیں۔

چنانچہ آدم علیہ السلام نے بحکم الٰہی تبلیغ شروع فرمادی اور اپنے خیر خواہوں کو پکارا۔ کہ چلو میرے رفیقوں، چلو میرے ساتھیو چلو تعظیم نور محمدی کرنے والو چلو میلاد کے حامیو چلو نماز کے شیدائیو چلو۔ جو میرے راستے پر ہو وہ چلو چلو جلدی چلو

دوسری طرف مولوی عزازیل صاحب نے بھی اپنی تبلیغی جماعت تیار کی اور ہر ایک ایرے غیرے نتھو خیرے للو جگدھر سب کو آواز دی کہ چلو میرے بندو چلو دیو کے بندے چلو شیطان کے پجاری چلو چلو جس کو جس کو تبلیغ کرنا چلے اپنا کھائے اپنا پیے اور سب کا دھرم نشٹ کرے آؤ اور میرے ہاتھ پر عہد و پیمان کرو چنانچہ دونوں طرف سے کام شروع ہوگیا اور فوجی بھرتی کا سلسلہ جاری ہوگیا اور دونوں طرف والے اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ ہولیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا

أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ یعنی اللہ ولی ہے ایمان والوں کا اور کافروں کے ولی دیو کے بندے ہیں ان کے مددگار شیاطین ہیں وہ جہنمی ہیں ہمیشہ کے لیے اس میں داخل ہوں گے۔ نتیجہ یہ ہوا ایک طرف سچ ایک طرف جھوٹ، ایک طرف ظلم ایک طرف انصاف ایک طرف حق ایک طرف باطل ایک طرف نور ایک طرف ظلمت ایک طرف علم ایک طرف جہل ایک طرف ایمانداری ایک طرف عیاری ایک طرف دینداری ایک مکاری ایک طرف مکاری ایک طرف آدمیت ایک طرف عزازیل کا نام ایک طرف محمدی پیغام ایک طرف تعظیم و توقیر ایک طرف توہین و تحقیر ایک طرف اسلام و حنیفیت ایک طرف کفر و منافقت ایک طرف دولت اور دولت مند ایک طرف غربت اور فقہ مند۔ ان سب نے اپنے اپنے پیشواؤں سے عہد و پیمان کیا کہ "تادم آخر تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ بلکہ بعد مردن بھی تم سے منہ نہ موڑیں گے آخر کار اولاد آدم علیہ السلام میں اس وقت تین گروہ ہو گئے۔

ایک گروہ جو حضرت آدم کا پیرو تھا اور تعظیم نور محمدی کا قائل تھا پکا مومن اور سچا مسلمان۔

دوسرا وہ جو شیطان کا تابع تھا اور تعظیم محمدی کا منکر۔

فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝ ایک گروہ جنتیوں کا دوسرا دوزخیوں کا تیسرا گروہ تھا جو نہ ادھر کا۔ نہ ادھر کا۔ شک و شبہ میں پڑا ہوا دونوں کا حامی اور مددگار۔ دونوں سے میل و جول رکھنے اور دونوں سے ربط و ضبط رکھنے والا دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنے والا اپنی دنیا کے خاطر کسی سے بگاڑ نہ کرنے والا

اس گروہ کا نام منافق تھا یہ تادمِ مرگ یہ فیصلہ ہی نہ کر سکا کہ کون حق پہ ہے کون باطل پر چنانچہ ایمان والے مسلمان قیامت کے روز ان جہنمیوں سے کہیں گے وَلٰکِنَّکُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَکُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْکُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ وَغَرَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ کہ تم ہمارے ساتھی کیونکر ہو سکتے ہو تم نے اپنی جانوں کو فتنوں میں ڈالا اور تادمِ مرگ شک و شکوک میں مبتلا رہے دوسری جگہ فرماتا ہے کہ

مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ ؕ

مذبذب بیچ ادھر والے لوگ نہ ادھر کے ہیں نہ ادھر کے۔

اس فرقے کا ٹھکانا بھی خدا نے بتایا کہ ان کا مقام اسفل کون ہو گا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ۝

بیشک منافقین جہنم کے سب سے نیچے گڑھے میں ہوں گے اور کسی کو اپنا مددگار نہ پائیں گے۔

تیسری جگہ فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا ۝

بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا فرمائے گا۔

**تنبیہ** آج جو لوگ علمائے حق پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے فرقہ بندی کر رکھی ہے وہ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ فرقہ بندی کی ابتدا کس وقت سے ہوئی اور کس نے مذہب قدیم کی مخالفت کی۔ اپنے باپ دادوں کا صحیح راستہ کس نے چھوڑا اور نئے نئے مذہب اور نئی نئی جماعتیں کس نے بنائیں اہل حق اور اہل باطل سے اختلاف کی۔

صورت میں کسی نے دونوں کو راضی رکھنے کی کوشش کی کفر و اسلام نور ظلمت پاک ناپاک جلوہ گر ہو ایک کسی نے سمجھا صلح کل حضرات کون کہلائے فاعتبروا یا اولی الالباب پس عبرت حاصل کرنے والے سمجھدارو۔

الزام سنیوں پر لگانے ہو جیسے ہے دیکھو تو کب سے جنگ کی ہے ابتدا ہوئی

# باب ۵

## خدائی پیغمبر اور شیطانی لشکر میں طوفانی جنگ

ہمیشہ فتح کا اللہ والوں کے بندھا سہرا
کبھی ہاں مولوی ابلیس کے بھی سر رہا

چونکہ لڑائی کا سلسلہ اچھا خاصا قائم ہو چلا تھا۔ دونوں طرف سے فوجی بھرتی کا کام زبردست طریقے پر ہو رہا تھا۔ شیطان اور اس کے ہم عقیدوں کی طرف سے بڑی جان توڑ کوشش ہو رہی تھی کہ کسی طرح وہ نور الٰہی جو ذریعہ معرفت خداوندی ہے عالم ظہور میں نہ آنے پائے، یعنی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہونے پائے۔

ادھر خداوند عالم کی طرف سے اس نور کی محافظت کا بڑا زبردست انتظام تھا خداوند عالم کی طرف سے جو بھی اس نور پاک کا حامل بن کرتا تھا شیطان اور اس کی پارٹی والے اس کی پوری مخالفت کرتے تھے اور ہر طرح سے اس سے مٹانے

کو کوئی سعی تبلیغ کرتے تھے۔

اسی طرح شیطان کی جانب سے اگر کوئی دیو کا بندہ اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا تو خداوند عالم کی طرف سے اس کی سرکوبی کے لیے کوئی خدائی فوجدار غیبی طاقتوں کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ اس آنے والے نبیوں اور رسولوں کا مقصد خدائی فوج میں بھرتی کرنا اور خدا کے مذہب کی اشاعت کرنا ہوتا تھا۔

خداوند تعالیٰ اپنی فوج کے سرداروں کو عالم غیب سے تمام غیبی علوم عطا فرما کر روانہ کرتا تھا۔ ان کو دنیا میں کسی مدرسہ یا کالج یا یونیورسٹی میں پڑھ کر سند اور ڈگری حاصل کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی۔

ادھر یہ دیو سرکش یعنی شیطان لعین اپنے بندوں اور اپنی فوج والوں کو اپنے حسب منشا تعلیم دیتا تھا۔ اس نے بھی دنیا میں ایسے ایسے مدرسے قائم کیے تھے جہاں اس سرکش دیو کے بندے تعلیم پا کر اپنے پیشوائے لعین یعنی شیطان کے علم و فضل کے ڈنکے بجاتے تھے اور خدا کو جھوٹا اور اس کی طرف سے آنے والوں کا علم چوپائے اور جانوروں سے بھی کمتر بتاتے اس کی طرف سے آنے والے جلیل القدر پیغمبر کے علم کو اپنے پیشوا سے کم ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش کرتے تھے اور خدا کے مقدس رسولوں کو اپنا جیسا بشر اور معمولی انسان کہتے اور کہلاتے اور اسی ناپاک ابلیسی تعلیم کی اشاعت کرتے اور کراتے تھے۔ اس گروہ شیطانی کا مقصد شیطان کی فوج کو بڑھانا شیطان کا پروپیگنڈہ کرنا اور شیطانی مذہب کی تبلیغ کرنا ہوتا تھا۔

## حضرت نوح علیہ السلام

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد شیطانی مذہب کے مبلغ کافی تعداد میں

پیدا ہو گئے اور شیطانی جماعت اس قدر دنیا میں پھیل گئی کہ دنیا کا رنگ ہی بدل گیا توحید کی جگہ شرک کا بازار گرم ہو گیا حامیانِ حق کے مقابلے میں اہل باطل کی اچھل کود حد سے زیادہ بڑھ گئی۔

میلادِ محمدی کا کوئی ذکر کرنے والا بھی نہ رہا تعظیم کی جگہ توہینِ نبی عام ہو گئی اور ہر طرف اہلبیت اور دیوبندیت کا پرچار ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑے جلیل القدر پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کو شیطانی گروہ کو راہِ راست پر لانے کے لیے دنیا میں بھیجا۔ پہلے تو حضرت نوح علیہ السلام نے نہایت نرمی اور ہمدردی سے اپنے پیغمبرانہ وعظ و نصیحت کے ذریعے سے خدائی فوج میں بھرتی کرنے کی کوشش شروع کی اور شیطان کی پیروی سے روکنا چاہا۔ مگر جماعتِ شیطانی کا اثر اس قدر لوگوں کے دلوں پر مستولی اور غالب ہو چکا تھا کہ خدائی فوج کے اس سپہ سالار یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو ساڑھے نو سو برس کے اندر بڑی بڑی تکلیفیں اٹھانے کے باوجود سوائے چند آدمیوں کے ان کے لشکر میں کوئی شریک نہ ہوا۔

## شیطانی تعلیم کا زور اور
## بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا شور

بشر کہنے کی مثل اپنے انوکھی کب یہ بدعت ہے
پرانی مولوی ابلیس کے چیلوں کی عادت ہے

بات یہ ہے کہ شیطانی تعلیم کا اثر اس قدر عام ہو چکا تھا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام

ان دلیوں کے بندوں یعنی شیطان پرستوں کو خدا کی طرف بلاتے اور فرماتے کہ

لَا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ — یعنی شیطان کے بندے اس کے پجاری نہ ہو بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

تو یہ سن کر بڑے بڑے کفار شیطانی جماعت کے سرغنہ اور طرفدار وہی سبق دہراتے جو ان کے استاد شیطان ملعون مولوی ابلیس نے ان کو پڑھا اور رٹا دیا تھا۔ یعنی

## آپ تو مثل ہمارے بشر ہیں

چنانچہ خداوند تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا ھٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ۔ — یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے بڑے کافروں نے اپنی قوم کے عام لوگوں سے کہا کہ یہ تو تمہارے مثل بشر ہیں" معاذ اللہ

پارہ ۱۸ سورۂ مومنون

سچ تو یہ ہے کہ یہ تعلیم شیطان کی اس قدر عام اور اس کے پجاریوں کیلئے اتنی مفید ہوئی کہ ہر پیغمبر کے زمانے میں شیطانی گروہ نے اس حربے اور شیطانی مذہب کے بڑے بڑے نامی کافروں نے اسی عقیدہ سے کام لیا اور آج بھی ان کے ماننے والے اسی عقیدے کا ڈھونڈورا پیٹ رہے ہیں۔ چنانچہ جب

## حضرت صالح علیہ السلام

خدا کی جانب سے تشریف لائے تو کافروں کے سرداروں نے یہی کہا کہ

مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ ۔ — یعنی تم بھی ہمارے مثل انسان ہے

مِثْلُنَا

(پارہ ۱۹ سورہ شعراء)

## حضرت شعیب علیہ السلام

کے متعلق ان کے زمانے کے کافروں نے بھی یہی کہا۔

وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۔ یعنی آپ بھی ہمارے مثل بشر ہیں۔

## حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

کے متعلق ان کے زمانے کے بڑے بڑے فرعونیوں نے یہی کہا تھا کہ

فَقَالُوْا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا ۔ یعنی کیا ہم ان دو پر ایمان لائیں جو ہمارے مثل دو انسان ہیں (پارہ ۱۸)

## اَصْحٰبُ الْقَرْیَۃِ

کی طرف جب خداوند تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے تین رسول بھیجے تو ان تینوں پیغمبروں کے متعلق وہاں کے کافروں نے بھی یہی کہا۔

قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تم تو ہمارے مثل ایک بشر ہو۔ پارہ ۲۲ سورۂ یٰسین

## حضور اکرم صلے اللہ وسلم

کے متعلق بھی اسی پرانی عادت خبیثہ کے مطابق تمام کافروں اور شیعیان کے ہمجادلین نے بھی یہی رائے قائم کی کہ

ھَلْ ھٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ۔ اے لوگو یہ تو تمہارے مثل ایک بشر ہیں

چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

کافران دیدند احمد را بشر — چوں ندیدند زدی انشق القمر
ہمسری با انبیا برداشتند — اولیا را ہمچو خود پنداشتند

یعنی کافروں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی انسان ہی دیکھا اور مثل اپنے سمجھے۔ مگر اس شان پر نظر نہ ڈالی کہ ان کے اشارہ انگشت سے چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ پیغمبروں سے برابری کی اور اولیاء اللہ کو مثل اپنے سمجھا یہی گروہ شیطانی کی پہچان ہے۔

غور کرنے کی بات اور قابل توجہ یہ امر ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بابت بشر مثلکم کہنے والوں کو تو خدائے تعالیٰ نے کافر ہی نہیں بلکہ کافروں کا سرغنہ فرمایا اور ان کی دنیا و عاقبت دونوں خراب و برباد کی اور ان کو جہنم کا ایندھن وغیرہ فرمایا تو آج جو لوگ سید الانبیا محبوب خدا احمد مجتبے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا جیسا بشر کہتے اور کہلاتے ہیں وہ خدا کے نزدیک کیونکر مومن اور جنتی ہو سکتے ہیں اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ کہاں ہوگا اور کیا حشر ہوگا۔

کیا ایسے لوگ انہیں لوگوں کے ساتھ نہ ہوں گے جو ان کے پہلے ساتھی گزر چکے ہیں۔

## الغرض حضرت نوح علیہ السلام

نو سو پچاس برس تک قوم کو ہدایت فرماتے رہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ — یعنی بے شک ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بس رہے وہ ان میں

اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ط ہزار سال پچاس برس کم (پارہ ۲۰ سورہ عنکبوت)

لیکن اتنی مدت تک قوم یہی کہتی رہی کہ ۔

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ

ہم تو یہی دیکھتے ہیں کہ آپ ہمارے مثل بشر ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی پیروی کسی نے نہیں کی سوائے ان لوگوں کے جو ذلیل ترین قوم کے لوگ ہیں کوئی بڑا آدمی شریف اور دولتمند آپ کے ساتھ نہیں ہے ۔

آج کل یہی جواب اس زمانے کے لوگ دیتے ہیں کہ صاحب جتنے بڑے بڑے لوگ ہیں ذی عزت عہدے دار پڑھے لکھے کافی انگریزی داں فارسی اور عربی جاننے والے ان میں کا کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہے آپ کے ساتھ تو یہی معمولی بزرگ زیادہ قرآن پڑھو میلاد نبی یا نبی سلام علیک پڑھنے والے لوگ ہیں ۔ ہم کو اس کا فقط جواب سے خوش ہونا اور اپنے مومن ہونے کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے ۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

## قیامت خیز طوفان ۔ کشتی نوح میں شیطان

آخر کار حضرت نوح علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی کہ

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۝

اے خدا نہ چھوڑ روئے زمین پر کسی کافر کا گھر سب کا صفایا کر دے (پارہ ۲۹ سورہ نوح)

تیس پھر کیا تھا ۔ خداوند تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم ایک کشتی تیار کرو اور اپنے ساتھیوں کو لیکر

اس میں بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے ہمراہیوں میں آپکی بیوی
اور لڑکا نہ سوار ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے ایسا طوفان نازل کیا اور ایسا زمین و آسمان سے پانی
برسا کہ حضرت نوح کی بیوی کے چولھے میں سے پانی جاری ہوگیا۔ دونوں ماں بیٹے
جان بچا کر کوہ جودی پر چڑھ گئے۔ جہاں سے پہلی ہی موج طوفان آکر ان کو بہالے گئی
ساری فوج شیطانی ڈوب کر ہلاک ہوگئی۔ خود شیطان کو بھی جان بچانی مشکل ہوئی
تو کہتے کہ ایک گدھے کی دم پکڑ کر وہ بھی کشتی میں سوار ہوگیا ورنہ کہیں پتہ بھی نہ
چلتا۔ نوح علیہ السلام نے تو چاہا کہ اس کو بھی غرق کردیں۔ مگر خداوند عالم نے
فرمایا کہ اس کو قیامت تک کی مہلت دے چکے ہیں وعدہ خلافی ہمارا کام نہیں
نوح علیہ السلام خاموش ہو رہے۔

اہلِ حق صاف بچے کشتی باطل ڈوبی
جنگ کا یہ حق و باطل کی تماشا دیکھا

# باب ۶

## خدا اور مصنوعی خداؤں میں جنگ

## حضرت ابراہیم اور نمرود کا مقابلہ

خلیل اللہ اور نمرود سے اب جنگ چھڑتی ہے
لڑائی ہے خدا سے اور مصنوعی خداؤں سے

حضرت نوح علیہ السلام کے طوفانی مقابلے میں شیطان اور شیطان پرستوں کو

ایسی شکست فاش ہوئی اور مولوی ابلیس صاحب کی وہ درگت بنی کہ اس کی فوجی طاقت اور جنگی مشین بالکل تباہ و برباد ہو گئی اور اس کے تمام آلات حرب و ضرب جن پر اسکو بڑا ناز تھا بالکل بیکار ثابت ہوئے اس کے بنائے ہوئے علم خود اس کی ہلاکت کا سبب بنے اس لیے اس کو نئے سرے سے اپنی فوجی جھرتی کا محکمہ قائم کرنا پڑا لیکن چند ہی روز کی محنت میں اس نے پھر کامیابی حاصل کرلی اور اچھی خاصی کافی تعداد میں اس کی فوج شیطانی چھاؤنیوں میں پھر نظر آنے لگے۔

شیطان نے اب یہ خیال کیا کہ جب تک خدا کے مقابلے میں خدا ہی بنا کر نہ تیار کئے جائیں گے، جنگ میں کامیابی محال معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے شیطان نے خدا کی طرف سے جو وقتاً فوقتاً فوجی سردار یعنی انبیا علیہم السلام آتے رہتے تھے ان سے مقابلہ کرنے کا سلسلہ تو پوری قوت کے ساتھ قائم رکھا۔ بلکہ بعض بعض موقعوں پر تو اس کی جماعت نے اللہ والوں کو اس درد ناک طریقوں سے شہید کیا کہ جس کو سن کر روح انسانی کانپ اٹھتی ہے چنانچہ حضرت عزیز علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام اور بھی بعض انبیا و رسل کو بہت ہی بری طرح سے جام شہادت پلایا گیا۔ مگر زیادہ تر کوشش شیطان کی یہی رہی کہ خدائے حقیقی کے مقابلے میں مصنوعی خدا بنا کر خدا خدا کی جنگ کا نقشہ جمایا جائے آخر اس مقصد میں بھی اسکو کامیابی حاصل ہوئی اور چند روز کے بعد اس نے نمرود کو پوری انانیت کی تعلیم دے کر خدائے برحق کے مقابلے میں اپنی باطل خدائی کا ڈنکا بجانے والا بنا کر تیار کر دیا۔

خداوند تعالیٰ نے بھی اپنے زبردست دوست سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کو حامل نور محمدی بنا کر اپنی خدائی فوج کی سرداری عطا فرما کر اس کے مقابلے کو روانہ فرمایا۔

نمرود کو چونکہ شیطان نے پہلے ہی ابراہیم علیہ السلام کی آمد آمد کی خبر دیدی تھی اس لیے نمرود نے اول تو یہی کوشش کی کہ وہ دنیا میں آ ہی نہ سکیں۔ لیکن جب اس میں کامیابی نہ ہو سکی اور وہ آ ہی گئے اور مقابلہ بھی شروع کر دیا تو نمرود نے ہر طرح سے خلیل اللہ کو زیر کرنے کی کوشش کی حتی کہ بہت بڑا آتش کدہ بنوا کر اس میں چھوڑ دیا۔ لیکن چونکہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حامل نور محمدی اور ذریعہ میلاد احمدی تھے۔ ہر موقع پر خدائے تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور اس نور پاک کے صدقے سے آگ کو بھی ان پر گلزار فرما دیا جیسا کہ فقیر نے عرض کیا ہے۔

جبیں پاک ابراہیم پر نور محمد تھا
مگر جلتے وہ کیونکر نار میں کب نور جلتا ہے

## ہوائی جہاز میں نمرود

آخر کار نمرود نے یہ خیال کیا کہ جب تک ابراہیم کا خدا جو آسمان پر رہتا ہے نہ مارا جائے گا (معاذ اللہ) ابراہیم کو برابر مدد پہنچتی رہے گی اس لیے اس نے ایک خاص قسم کا ہوائی جہاز تیار کیا اور اس پہ بیٹھ کر اپنے خیال کے مطابق آسمان کی طرف تیر اندازی بھی کی۔ جس کے بعد اس کا خیال ہوا کہ خدا کو ختم کر دیا اب صرف ابراہیم باقی ہیں۔ چنانچہ آپ کو بھی جنگ کا الٹی میٹم دے دیا۔

✕✕✕✕✕✕✕✕✕✕✕✕
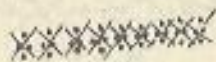
# نمرود کے دماغ میں مچھر

# اور

# سر پہ جوتے

خداوند تعالیٰ نے حضرت خلیل اللہ کی امداد کے لیے مچھروں کے ہوا بازبھیج دیے جنھوں نے آکر چند ہی منٹ میں فوج نمرودی کا صفایا کر دیا ایک ہوا باز مچھر اُنے نمرود کے دماغ میں کیمپ لگا دیا اور بری طرح نمرود کو ستانا شروع کیا عقلمندوں نے اس کا علاج سر کوبی یعنی جوتہ کاری تجویز کیا۔ جس پہ ایک مدت تک عملدرآمد ہوتا رہا۔

ایک دن غلطی یا غصے سے نوکر نے ایک ایسا جوتا مارا کہ سر پھٹ گیا۔ بھیجا نکل پڑا اور نمرود واصل جہنم ہوگیا اس طرح خداوند تعالیٰ نے اپنے دوست ابراہیم خلیل اللہ کو شیطان پرستوں اور دیوکے بندوں پر فتح کامل عطا فرمائی:

یہ ہوا صاحب ایمان سے مقابل آکر
سر پہ جوتے بھی پڑے اور جہنم بھی گئے

XXXXXX

# باب

## پھر خدا اور مصنوعی خدا کا مقابلہ
## حضرت موسیٰ اور فرعون کا مجادلہ

فرعون کیوں آیا ہے موسیٰ کے سامنے — ٹھہرے گا کیا بھلا ید بیضا کے سامنے

نمرود کی ہلاکت کے بعد شیطان نے بھی وہی چال چل کر جنگ کو طوالت دی چاہئے اور رفتہ رفتہ نمرود کی جگہ دوسرا خدا اس سے مضبوط قسم خاص اہمیں ایند کمپنی کا بنا کر تیار کیا جائے۔ چنانچہ اب کی بار اس نے فرعون کو تخت خدائی پہ بٹھا کر اعلان کرا دیا

یعنی میں تمہارا پروردگار ہوں

خداوند تعالیٰ نے بھی اپنی طرف سے جناب موسیٰ کلیم اللہ کو اس کے مقابلے کے لیے ایک زبردست عصا یعنی لاٹھی۔ ید بیضا یعنی ہتھیلی کی روشنی اور کئی زبردست معجزے عنایت فرما کر روانہ فرمایا اور معرکہ آرائیاں شروع ہو گئیں چنانچہ ارشاد باری ہے کہ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ اور بے شک ہم نے عطا فرمائیں موسیٰ کو ۹ نشانیاں کھلی ہوئی (پارہ ۱۵)

نمرود کی طرح فرعون کو بھی حضرت موسےٰ کے مقابلہ میں باوجود دعویٰ خدائی کے بار بار شکستیں اٹھانی پڑیں اور مختصر یہ کہ ایک بار موسیٰ علیہ السلام اپنی بارہ دستے فوج سمیت دریائے نیل میں کود کر پار نکل گئے۔

ادھر شیطانی خدا نے بھی یہ خیال کیا کہ جب موسیٰ کو دریائے نیل نے راستہ دے دیا ہے تو مجھے کیوں نہ دے گا۔ خود بھی مع فوج جرار کے دریائے نیل میں کود پڑا اماکان بگڑ ودد یعنی خدائے تعالیٰ نے فوراً دریا کو حکم دیا کہ اس کو مع لشکر شیطانی کے غرق کر دے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَ اَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ — یعنی ہم نے ہلاک کر دیا فرعونیوں کو۔

بس پھر کیا تھا دم بھر میں فرعون مع فوج کے ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔ فرعون کے ڈوب جانے کے بعد بھی لڑائی ختم نہ ہوئی بلکہ شیطان نے جو چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کر رکھی تھیں وہ حضرت موسیٰ کے مقابلے میں ڈٹ گئیں۔ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام عمر مصروف جنگ رہے۔

## قوم جبار کا مقابلہ

اسی سلسلہ کی ایک کڑی قوم جبارہ کا مقابلہ ہے کہ جن کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قوم کے مقابلہ میں چلے تو آپ کے ساتھ ایک صلح کل فرقہ بھی تھا جو کمبخت نہ ادھر کا نہ دھر کا اس کا کہنا تھا کہ یہ خدا خدا کی جنگ ہے۔ ہم ٹھہرے بندے ہم اس میں دخل نہیں دے سکتے ہمارے پاس نہ اتنی عقل ہے نہ اتنا علم یہ فرقہ نہ اہل حق کا حامی تھا نہ اہل باطل کا ساتھی یہ دونوں کو اچھا سمجھتا تھا یا دونوں کو فسادی۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَـ — آپ اور آپ کا خدا دونوں جا کر لڑے
قَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ○ — ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ (پارہ ۶)

خداوند تعالیٰ نے اس فرقہ پہ بھی ایسا عذاب نازل فرمایا کہ چالیس برس تک وادیٔ تیہ میں مارا مارا پھرتا رہا اور راستہ تک نہ ملا۔

آج کل بھی اسی خیال کے رنگ بحضرت پائے جاتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بھائی یہ مولویوں مولویوں کی جنگ ہے وہ ان کو کافر کہتے ہیں وہ ان کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ ہم کدھر جائیں کسے سچا جانیں۔ ہم اس جھگڑے میں نہیں پڑتے ہم اپنی دوکانداری دیکھیں ہم اپنی کھیتی باڑی سنبھالیں۔ ہم اپنی نوکری چاکری دیکھیں یا اس حق و باطل کا تصفیہ کریں' اس فرقہ کا انجام بھی وہی ہوگا۔ جو ان کے پہلے ہم خیالوں کا ہوا۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد

بھی خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہر زمانے ہر ملک اور ہر قوم میں برابر انبیاء علیہم السلام کے آنے کا سلسلہ جاری رہا اور شیطان کی طرف سے بھی بڑے بڑے دیو کے بندے جن کو قرآن پاک میں عبدالطاغوت فرمایا گیا پیدا ہوتے رہے اور حق و باطل کی جنگ کا یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔

ے

سامنے حضرت موسیٰ کے بھی جاہل آئے
دیو کے بندے نہ کس کس کے مقابل آئے

# باب ۸

# حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت اور شیطان کی دیوبندیت

عجب کیا بن کے سی تخت پہ ابلیس آپہنچا
سلیماں بن کے بیٹھا دیو بھی تخت سلیماں پر

شیطان نے یہ خیال کیا کہ خدا کے مقابلے میں کسی انسان کو خدا بنانے والی تدبیر تو کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی کیونکہ خدا کی طرف سے جب کوئی مقدس رسول و نبی آتا ہے تو دم بھر میں اس مصنوعی خدا کو جہنم رسید کر دیتا ہے اب خدا کی بنائی ہوئی ان چیزوں کو خدا ماننے کا عقیدہ، عام طور پر پھیلایا جاوے جن چیزوں کو مٹانا خود مصلحت خداوندی کے خلاف ہو اس لیے ابلیس نے چاند، سورج، آگ، پانی، ہوا، درخت، پتھر اور دریا وغیرہ ہر قسم کے خدا بناکر تیار کر دیئے۔

دوسری تجویز یہ پاس کی جنات کو بھی اپنی فوج میں بھرتی کیا جاوے تاکہ آئندہ خداوند عالم کی طرف سے جو نبی آئے اس سے سب جن وانس مل کر پورا مقابلہ کریں اس تجویز پر عملدرآمد بھی شروع ہوگیا اور بہت جلد کثیر تعداد میں دیو لشکر شیطان میں بھرتی ہوگئے۔ چونکہ شیطان بھی دیوؤں کی برادری میں تھا جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ ۔ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ یعنی

ابلیس قوم جن میں سے یعنی دیو تھا پس نافرمانی کر گیا اپنے خدا کی اور اسی وجہ سے شیطان کو بہت جلد دیو بندیت میں دیوؤں کی جماعت بنانے میں کامیابی ہوئی۔

خداوند تعالیٰ نے شیطان کی اس تجویز کو مٹانے اور ملیامیٹ کرنے کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک انگوٹھی بطور نشانی کے دے کر دنیا کی ساری چیزیں جن و انسان، ہوا، پانی، آگ، چرند پرند، چاند، سورج، ستارے سب کا بادشاہ بنا کر بھیجا تاکہ جاننے والے جان لیں کہ اگر یہ چیزیں خدا ہوتیں تو خدا کا ایک مقبول بندہ ان سب پر حکومت کیسے کرتا۔

## تخت سلیمانی پر "دیو"

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک عرصہ تک دیوؤں اور آدمیوں اور ہر چیز پر نہایت خوبی سے حکومت کرتے رہے اور تمام شیطانی طاقتوں کو تہس نہس اور برباد کر دیا بلکہ خود شیاطین کو قابو میں کر کے ان سے بھی کام لینا شروع کر دیا لیکن ایک روز موقع پا کر ایک سرکش دیو نے صورت بدل کر آپ کی خادمہ کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی لے لی اور خود اپنے ہاتھ میں پہن لی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس کی برکت سے بادشاہ بن گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام بیچارے ایک ادنیٰ گدا کی طرح گلی گلی پھرنے لگے۔

آخر کار حضرت سلیمان علیہ السلام نے خدا کے اس محبوب کا وسیلہ پیش کیا جس کے صدقے سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا ئے توبہ مقبول ہوئی کشتی نوح پار لگی۔ آتش نمرود گلزار ہو گئی اور ہر زمانے میں ہر مصیبت زدہ نے نجات پائی۔

تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا فوراً قبول ہوئی۔ خداوند تعالیٰ نے اس کا ذ
دیو پر الجھن اور گھبراہٹ طاری کر دی اور اس نے اسی الجھن میں وہ انگوٹھی دریا میں
ڈال دی۔ جس کو ایک مچھلی نگل گئی اور وہ مچھلی حضرت سلیمان کے ہاتھ آئی جو اس
زمانے میں ملاحی کا کام کرتے تھے آپ کی اہلیہ نے سے صاف کیا بنایا تو اس کے
پیٹ سے وہ انگوٹھی نکلی جسے انگلی میں پہنتے ہی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام تخت
حکومت پر ساری دنیا کے بادشاہ سے نظر آنے لگے۔

اللہ اللہ کیا شان ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کے نام کا
وسیلہ دربار الٰہی میں پیش کرتے ہی کامیاب ہو گئے اور ہر زمانے میں ہر قوم
اور ہر شخص کامیاب ہوا۔ بیبر قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

## نعت

کچھ نہیں تھا جب رسول دوسرا تو ہی تو تھا
عرش کی قندیل میں جلوہ نما تو ہی تو تھا

بن کے احمد تو شب معراج پہنچا عرش پہ
اور پھر جا کر احد سے مل گیا تو ہی تو تھا

نار کو گلشن کیا کس نے خلیل اللہ پر
کس نے کی مقبول آدم کی دعا تو ہی تو تھا

جب پکارا تجھ کو کشتی کوہ جودی سے لگی
نوح کا طوفان جب آیا ناخدا تو ہی تو تھا

پیٹ میں ماہی کے کس بحر کرم نے کی مدد
کون یونس کا ہوا مشکل کشا تو ہی تو تھا

کس کے جلوے نے کیا بیخود کلیم اللہ کو
کون کام آیا سلیمان کے بتا تو ہی تو تھا

یہ خبر نیبر کو اب صدقے میں قادر کے ملی
کہہ رہا تھا زور سے قالو بلیٰ تو ہی تو تھا

## سرکش دیو بند کر دیا گیا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت حکومت پر آتے ہی تمام سرکش دیوؤں خاص کر اس مکار دیو کو طلب فرمایا کہ جس شیطان نے انسان کی صورت بن کر حضرت کی خادمہ کو دھوکہ دے کر ان کے ہاتھ سے انگوٹھی لے لی تھی اور ان سب کو زنجیروں میں جکڑ کر بری طرح سمندروں کی تہوں اور سنسان جنگلوں میں گروا دیا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ۔ — یعنی نافرمان اور سرکش دیو زنجیروں میں جکڑے ہیں۔

## قیامت کے قریب جو دیو بند کئے گئے ہیں وہ کھل جائینگے مسلمانوں ہوشیار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

سَیَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ شَیَاطِیْنُ وَّ کَانَ یُحَبِّسُھُمْ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ فِی الْبَحْرِ یُجَالِسُوْنَکُمْ وَیُفَقِّھُوْنَکُمْ مِّنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَقْبَلُوْا مِنْھُمْ۔ — یعنی جن سرکش دیوؤں کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے قید کر دیا ہے قیامت کے قریب وہ نکلیں گے اور مولوی اور علامہ صوفی کی صورت میں آکر تمہارے پاس بیٹھیں گے اور تم کو تمہارے دین کی باتیں بتائیں گے پس تم ان سے نہ بچو۔ تذکرہ عجائب القصص جلد اول ص۷۷ و احسن التفاسیر ۶۳)

دوسری حدیث مبارک میں ارشاد ہوتا ہے کہ

یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ — آخر زمانے میں ہوں گے بڑے بڑے مکار

دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔

جھوٹے لائیں گے تمہارے پاس ایسی ایسی حدیثیں کہ جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ داداؤں نے بس ایسے مولویوں سے تم الگ رہنا اور اپنے سے دور رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور تم کو فتنوں میں مبتلا کر دیں

اور بھی حدیثیں کافی تعداد میں اس قسم کی موجود ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ فتنوں اور شیطانی جماعتوں کے گروہوں اور فرقوں سے اپنی امت کو آگاہ فرما دیا ہے۔

اس کا جواب شیطانی جماعت والوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور آئندہ کی بات کیا جانیں آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ چونکہ ان حدیثوں سے ان کی شیطنت کھلتی ہے اور اس قسم کی حدیثوں کا تعلق خدا کے دیئے علم غیب سے ہے لہٰذا کہہ دیا کہ ان کو کیا خدا نے کسی کو علم غیب بخشا ہی نہیں۔

## معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیو چھوٹ گئے

مسلمانوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیو بند و قید سے آزاد ہو گئے جو آج مسلمانوں کے مجمعوں، جلسوں، محفلوں اور مسجدوں میں کتاب و سنت کی تعلیم دینے کے لئے کلمہ و نمازوں کی ٹیم بناتے پھرتے ہیں اور واقعی حضور علیہ السلام کے فرمان کے بموجب یہ وہ باتیں سناتے ہیں۔ جو ہم نے آپ کے باپ دادا نے بھی

نہیں نہیں جن کا زمانہ بہ نسبت ہمارے زمانے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے قریب تھا۔ اسی وجہ سے وہ شیطانی مذہب والے انسان نما دیو پہلے ہمارے سلف صالحین اور مسلمان باپ دادوں کو کافر و مشرک اور بدعتی وغیرہ کہہ کر ان کے طریقے پر چلنے سے روکتے ہیں ان کے عقائد بھی وہی ہیں جو شیطان الرجیم کے تھے کہ خدا کی عبادت کو زیادہ بخوقتہ نماز کے عاشق زار، تہجد گزار لیکن حضور کے نور پاک کی تعظیم اور آپ کے میلاد شریف سے انکار۔ اسی مسئلہ پر حجت و تکرار۔

اسی کو مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔ پس بہ ہر دستے نباید داد دست

یعنی بہت سے دیو بزرگ آدمی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں لہٰذا ہر شخص کو اپنا امام نہ بنانا چاہیئے اور ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیئے۔ غضب ہے جن کو سب سنی سمجھتے ہیں کہ سنی ہیں

بھلا اب راز یہ شیطان صاحب دیوبندی ہیں۔

# باب ۹

## خدائی کارخانوں کے مقابلے میں شیطانی کمپنیاں

کس چیز کی نہ نقل یہ شیطان بنا سکا ۔۔۔ لیکن خبیث فخر خدا یہ نہ پا سکا

شیطان نے اسی جنگی سلسلہ میں ہزاروں کارخانے خدائی کارخانوں کے مقابلے میں قائم کیے اور خدا کی طرف سے جس چیز کا اعلان ہوتا شیطان بھی اس کی نقل تیار کرنے کی کوشش کرتا

## جنت کے مقابلے میں جنت

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وفادار سپاہیوں اور فوجی سرداروں کو جنت کی خوشخبری سنائی تو شیطان نے بھی شداد سے جنت ارضی بنواکر تیار کر دی۔ مگر خدا نے شداد کو جنت میں جانے نہ دیا اور جنتی دروازے کے باہر ہی اپنے خفیہ سپاہی یعنی ملک الموت کو بھیج کر شداد کی روح بڑی حسرت ناک طریقہ سے قبض کرالی۔

## دوزخ کے جواب میں دوزخ

خداوند تعالیٰ نے جب شیطان اور اس کے ہم مذہبوں کو دوزخ سے ڈرایا تو شیطان نے بھی اَصحٰبُ الاُخدُودِ سے کئی دوزخیں بنواکر بہت سے اللہ والوں کو اس میں جلوادیا لیکن آخر کار خداوند تعالیٰ نے انھیں کی بنائی ہوئی دوزخ کے چند شعلوں سے تمام شیطان پرستوں کو جلاکر خاک کر دیا۔

## کعبہ کے مقابلہ میں کعبہ

خداوند تعالیٰ نے اپنے دوست حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بیت اللہ شریف یعنی اپنا فوجی مرکز تیار کرا کے اپنی فوج کو وہاں حاضر ہو کر ٹریننگ کرنے کا حکم دیا تو شیطان نے بھی بہت دنوں کی محنت اور جانفشانی کے بعد ابرہہ سے یمن میں ایک بتکدہ بنام کعبہ تیار کرا کے اس کی تعظیم و تکریم کا حکم دے دیا اور خدا کے بنوائے ہوئے کعبے پر ایک زبردست ہاتھیوں کی فوج لے کر حملہ کرا دیا۔

خداوند تعالیٰ نے بھی اپنی سرکاری چھاؤنی کی حفاظت کے لیے ایک ہوائی فوج یعنی ابابیل کو بھیج دیا جنہوں نے اپنی چونچوں اور پنجوں سے اس قدر بم گرائے کہ دم بھر میں صفایا کر دیا۔

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ۝ بس بنادیا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسا۔

سب کو نیست و نابود کر دیا۔ نہ نقل کعبہ رہا نہ ہاتھی اور نہ ہاتھی والوں کی موج
نہ بکدہ زمین کا وہ بادشاہ رہا کلام پاک میں حالات رہ گئے باقی

# باب ۱۰

## اِدھر شیطان کی فتنہ گری ٭ اُدھر میلاد کی خوشخبری

مبارک ہو وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے گدائی کو زمانہ جس کے در پہ آنے والا ہے

شیطان تو اسی کارخانہ سازی کے چکر میں رہا۔ ہر روز نئی نئی کمپنیاں اور نئی نئی فیکٹریاں بناتا رہا اور اس سرکش دیو کے بندے نورِ محمدی کی تعلیم کرنے والوں کو مٹانے کی کوشش ہی کرتے رہے مگر وہ نورِ مقدس رفتہ رفتہ پاک اصلاب و پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ زمانہ قریب آگیا کہ مقصودِ خداوندی پیدا ہو عالم نورِ محمدی سے معمور ہو اور کرۂ زمین میں میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دھوم مچ جائے

### آخر میلاد النبیؐ کا اعلان ہو ہی گیا

چونکہ محفل میلاد سے پہلے اعلانِ محفل ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے خداوند عالم نے اپنے مخبر صادق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کا مبارک خطاب دے کر اس بزمِ عالم میں روانہ فرمایا کہ جا کر ہمارے محبوب پاک کے میلاد مقدس کا اعلان کرو اور تمام عالم کو خوشخبری سنا دو۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک سراپا نور اور مجسم اعجاز کے میلاد کی خوشخبری

سنانا مقصود تھا۔ اس لیے خداوند تعالیٰ نے آپ کو بہت سی قدرتیں عطا فرما کر بزم عالم میں جلوہ گر فرمایا۔

اوّل تو آپ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ایک زبردست معجزہ تھا۔

دوسرے آپ کا چالیس دن کی عمر میں گہوارے میں بولنا اور اپنی رسالت اور نبوت کی گواہی دینا اور اپنی ماں حضرت مریم پر جو دشمنوں نے الزام لگایا تھا اس کی صفائی پیش کرنا اور اپنے اوپر ولادت کے دن سلام پڑھنا یہ سب کتنے بڑے بڑے معجزے تھے۔

تیسرے مٹی سے پرند جانور بنا کر اس میں روح ڈال دینا۔ پیدائشی اندھوں کو آنکھ والا اور کوڑھیوں کو تندرست اور مردوں کو زندہ کر دینا اور جو کچھ لوگ اپنے گھروں میں کھا کر یا جو کچھ رکھ کر آئیں وہ سب کو بتا دینا یعنی علم غیب کی نشانیاں اور زندہ معجزات نہ تھے اور کیا تھے۔ چنانچہ قرآن پاک کے تیسرے پارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ مجھ کو خدا کی یہ دی ہوئی یہ سب طاقتیں حاصل ہیں اور یہ سب اوصاف اپنے اس لیے ظاہر فرما دیے تاکہ ایمان والے مان لیں اور جان لیں کہ جب میں ایک میلاد خواں ہوں۔ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا میری یہ شان ہے اور میرا یہ علم ہے تو میں جس کی خوشخبری سنانے آیا ہوں اور جس بادشاہ عالم کی خبر ولادت باسعادت پہنچانے آیا ہوں۔ اس کی کیا شان و عظمت ہوگی اور اس کی غیبی معلومات کا کیا عالم ہوگا۔

| عیسےٰ علیہ السّلام میلاد شریف پڑھ رہے ہیں | اس شان و عظمت |
|---|---|

کے ساتھ حضرت روح اللہ تخت جلالت پر رونق افروز ہوئے اور قوم بنی اسرائیل کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ

اور جب فرمایا عیسٰی ابن مریم نے اے بنی اسرائیل بیشک میں بھیجا ہوا ہوں اللہ تعالٰی کا تمہاری طرف تصدیق کرتا ہوں میں اس توریت کی جو مجھ سے پہلے آچکی ہے اور خوشخبری سناتا ہوں میں ایک رسول کی جن کا اسم گرامی ہوگا احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پارہ ۲۸

سنو میرے بعد وہ آئے گا اور اس جہاں کا سردار ہے (انجیل یوحنا ۱۴ آیت ۳۰)

سید و سرور محمد نور جاں   مہتر و بہتر شفیع مجرماں

مبارک ہو شفیع روز محشر آنے والا ہے   پلائے گا جو بھر بھر جام کوثر آنے والا ہے

جنھیں کہتے ہیں سب یوسف وہ معشوق زلیخا   خدا طالب ہے جس کا وہ پیمبر آنے والا ہے

حسینان جہاں خود ہوں گے جس حسن پہ مفتوں   وہ دلبر آنے والا ہے وہ سرور آنیوالا ہے

قد موزوں سے جس کے سرو گلشن ہونگے شرمندہ   غرض وہ رشک شمشاد و صنوبر آنے والا ہے

# باب ۱۱
# ذکر میلاد اور شیطانوں کا فساد

تکلیف بہت ہوتی ہے اسے جب مدحِ رسالت ہوتی ہے
بے وجہ نہیں یہ محفل میں شیطاں کی شرارت ہوتی ہے

اس مبارک میلاد کا اعلان ہونا تھا کہ گروہ شیطانی میں ہلچل پڑگئی حشر بپا ہو گیا اور بڑی زبردست کوششیں لشکر شیاطین کی طرف سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قتل کی شروع ہوگئیں۔

ساتھ ہی آپ پر اور آپ کی والدہ پر طرح طرح کے شرمناک الزامات لگائے جانے لگے۔ گالیاں دی جانے لگیں۔ تبرہ بازی ہونے لگی غرضیکہ جو سلوک آج میلادالنبی کے عاشقوں کے ساتھ بدمذہب لوگوں شیطانی گروہ کا ہوتا ہے اس سے بہت زیادہ اس وقت کیا گیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبشر یعنی خوشخبری سنانے والے تھے۔ آپ کے ذکر کے ذاکر تھے اور مسلمانوں پر تو تم کو خوب معلوم ہے کہ خداوند عالم نے حضور کے ذکر کو رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے۔ قرآن پاک میں ورفعنا لک ذکرک فرمایا۔ یعنی ہم نے بلند فرمایا آپ کے ذکر مبارک کو۔ حتیٰ کہ جو آپ کا ذکر مبارک سناتا ہے۔ اس کو بھی بانیٔ محفل بلند جگہ پر بیٹھاتا ہے۔ اس مبارک

ذکر کرنے والے کو شیطان کی ہر شرارت سے محفوظ رکھتا اور شیطانوں پر یقیناً غلبہ عطا فرماتا ہے۔

چنانچہ عیسےٰ علیہ السلام کو جب گروہ شیطانی نے سولی دینا چاہا تو نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سولی دینے والا خود ہی مقتول پایا گیا اور حضرت علیہ السلام کو اس رفعت والے ذکر کی برکت سے خدا نے اٹھا کر چوتھے آسمان کے تخت پر بٹھا دیا اور صاف

فرمایا کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اے جیسے ہم نے تم کو اپنی طرف بلندی عطا فرمائی تم کچھ پرواہ نہ کرو۔ قیامت کے قریب پھر دنیا میں جاکر ہمارے محبوب کا ذکر پاک ان کے عاشقوں کو سنانا۔ جماعت شیطانی یعنی سارے دیو شیطان کے بندے یہ منظر دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے اور شیطان تڑپتا رہ گیا۔ علامہ بریلوی علیہ الرحمہ زمانہ حال کے شیطانوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایا تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

---

# باب ۱۲

# شیاطین کرتے رہے روک تھام
# مگر آہی پہنچے رسول انام

## برکت والی رات

آخر کار وہ رات بھی آگئی۔ جس کے سویرے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔ یہ رات بھی کیا ہی برکت والی رات تھی جس رات کے سویرے یہ نور پاک ماں کے بطن مبارک سے عالم ظہور میں تشریف فرما ہوا۔

اللہ اللہ عالم بالا میں فرحت و سرور ہے۔ ملائکہ بیں اسی نور کا مذکور ہے انسانیت باغ باغ ہے کہ اب دنیا سے شیطنت دور ہوئی آدمیت شاد و شاد ہے کہ اب جہاں سے ویرانی و بدبیت مفرور ہوئی۔ وحوش و طیور ایک دوسرے کو مبارک باد کے نغمے سنا رہے ہیں۔ مرغان خوش الحان خوشی کے ترانے گا رہے ہیں۔

## قصیدہ

جہاں میں ہے آج کس کی آمد کہ لوگ شادی رچا رہے ہیں
یہ کس کی آمد کا آج جبریل سب کو مژدہ سنا رہے ہیں
ہر ایک دیدار کا ہے طالب اگرچہ ہے نور ہی کا قالب
ہوا ہے یہ شوق دید غالب کہ تارے آنکھیں بچھا رہے ہیں
بڑھے ہیں اب خاک کے بھی رتبے عیاں ہیں نور خدا کے جلوے
ملک فلک سے درود پڑھتے زمیں پہ کثرت سے آ رہے ہیں
ہیں خوش چرند پرند سارے عیاں مسرت ہے ہر ادا سے
وحوش شادی سے ہیں اچھلتے طیور سب چہچہا رہے ہیں
جناں سے حوریں ہیں آئیں صدہا ہے سب کو دیدار کی تمنا
بھرا ہوا ہے گھر آمنہ کا ہزاروں مشتاق آ رہے ہیں
زباں پہ توحید کے ہیں نغمے ہوئی ہے نفرت بچاریوں سے
بتان کعبہ خدا کے آگے سروں کو اپنے جھکا رہے ہیں
وہ خاص محبوب رب اکبر تمام عالم سے ہیں جو بہتر
لقب ہے جن کا شفیع محشر وہ تشریف لا رہے ہیں

# شیطان کی خانہ خرابی

سب شاد ہیں گروہ شیاطین کے ماسوا
ان کے لیے یہ رات مصیبت کی رات ہے

ادھر یہ سب شادمانیاں ہیں۔ ادھر دیو کے بندوں کو پریشانیاں ہیں۔ شیطان کا تخت جو وسط آسمان پر قائم تھا۔ لڑھک کر پستی میں آ گرا ہے شیطان اوندھے منہ جبل ابو قبیس کے ایک غار میں پڑا ہے۔ شیطان پرست ڈھونڈھتے پھر رہے ہیں۔ شیخ نجدی عبد کفور کی تلاش ہو رہی ہے کہ کس جگہ نالہ کناں ہے۔ کفر کی نجاستوں سے پاٹے ہوئے نالے میں سرگرم فغاں ہیں۔

سارے دیو کے بندے دوڑے مزاج پرسی کی۔ شیخ جی بولے کیا پوچھتے ہو اے میرے مریدو۔ بڑی خرابی آگئی مصیبت پھٹ پڑی۔ انقلاب پیدا ہو گیا یعنی وہ رسول جس کی مخالفت شروع سے اب تک کی ہے۔ جس کے میلاد کے روک تھام میں اتنی عمر برباد کی اور ملعون و نجدی مشہور ہوئے۔ وہ بڑی شان و شوکت سے آ رہے ہیں اور جلد آ رہے ہیں آج ہی صبح ہوتے تک آ جائیں گے کسی نے کہا کہ جناب یہ بھی تو ایک طرح کا ذکر میلاد ہے جو آپ بیان کر رہے ہیں شیطان نے کھسیانہ ہو کر جواب دیا کہ دیکھو میرے

**شیطان کا جواب** مریدو اگر اس طرح ضمناً ان کی ولادت کا ذکر ہو جائے تو بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میرا تو منشا صرف یہ ہے کہ ان کی تعظیم نہ کی جائے ان کی بزم ولادت کا کوئی خاص اہتمام نہ ہو۔ روشنی سے مجھ

کو چڑ ہے کیونکہ اس میں نورانیت پائی جاتی ہے۔

عطر اور پھولوں لوبان اگر بتی اور گلاب وغیرہ سے مجھ کو نفرت ہے کیونکہ اس میں جنت کی خوشبو بلکہ اس گل باغ رسالت کے پسینے کی مہک سی آتی ہے۔ تقسیم سے انکار ہے کہ اس سے فرحت کا اظہار ہے یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ ہر جگہ ہر محفل میں پہنچتے ہیں یہ میرے نزدیک شرک ہے کیونکہ یہ میری ہی شان ہے کہ ایک وقت میں بے شمار جگہ خدا کے بندوں کو بہکانے کے لیے حاضر و ناظر ہو جاتا ہوں دیکھو تم لوگ میری شان سے اس آنے والے نبی کی شان اور میرے علم سے اس محبوب خدا کا علم گھٹا کر دکھانا ادھر شیطان پرست یعنی دیو کے بندے اپنے پیر نجدی کی یہ تقریر سن کر بدست ہو رہے ہیں، ادھر قدرت زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ

اے امام اہل شیعت مولوی عبد کفور
شیخ نجدی قابل الرجم دیو پر غرور

او مکار دیو سرکش۔ خیر تو نے مکاری سے سہی غداری سے سہی عبد الطاغوت کو سنانے کے لیے سہی۔ اپنی مصیبت کے سلسلے میں ہی محبوبؐ سہی، معلوم سہی لیکن کیا تو نے میرے محبوب کا ذکر ولادت میں اس کا بھی احسان نہ رکھوں گا۔ بلکہ اس کے معاوضہ میں وہ طمانچہ جو تیرے کلمے منہ پر ایک فرشتہ مار کر تا تجھ آج سے اسے موقوف کر دوں گا۔

**جلوس محمدی** ادھر شیطان کی جان پر ہی عذاب تھا۔ ادھر خداوند تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ فرشتوں کی جماعت ہمراہ لے کر بڑی شان و شوکت سے جلوس محمدی نکالیں۔ چنانچہ حضرت جبرائیل

سبز جھنڈا ہاتھ میں لیے درود وسلام پڑھتے ہوئے خانہ کعبہ کی چھت پر لاکر نصب کرتے ہیں اور پھر سارے عالم کو میلاد النبی کی خوشخبری سناتے ہیں "کہ خوش نصیب ہے وہ انسان جسے اس محبوب کے میلاد کی خوشی ہے اور بد نصیب ہے وہ شیطان جس کے دل میں اس نور کی دشمنی ہے۔ (مدارج النبوۃ، ملخص از عجائب القصص)

**انوار محمدی** آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ دن بطن مجھ میں نورانیت کا اتنا اضافہ ہو گیا کہ جس رات وہ نبی آنے والا تھا۔ اس رات کو میں گھر بیٹھے شام اور بصریٰ کی عمارات مشاہدہ کر رہی تھی۔ اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میں ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کے وہ مکاشفات ہوں جہاں کو نظر آتے تھے۔

**نکتہ** آپ کی والدہ کا یہ فرمانا کہ مجھ کو مکہ سے شام و بصریٰ کی عمارات نظر آنے لگیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مجھ کو سب غیب کی چیزیں جو عام نگاہوں سے پوشیدہ ہوتی ہیں، معلوم ہونے لگیں۔

خیال تو کرو جب ماں کا یہ حال ہے کہ وہ صدہا کوس کی عمارتیں گھر بیٹھے ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ حالانکہ درمیان میں صدہا حجابات پہاڑ درخت وغیرہ حائل تھے مگر کوئی مانع نہ ہوئے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت مشاہدہ کتنی زبردست

---

[1] مسند امام احمد و مسند دارمی و معجم طبرانی و مستدرک حاکم و دلائل النبوۃ بیہقی و مسند بزار و صحیح ابن حبان، تاریخ ابن عساکر و طبقات ابن سعد وغیرہ میں باسناد مختلف روایت کیا دیکھو خصائص الکبریٰ للامام السیوطی جلد اول مطبوعہ حیدر آباد دکن صفحہ ۴۶، ۴۷۔

ہوگی اور آپ کی غیب بیں نظروں سے کون چیز پوشیدہ رہی ہوگی۔

**بشارات** آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ اکثر خواب میں مجھ سے کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ اے آمنہ تم کو مبارک ہو تمہارے بطن میں سرور عالم سید اولادِ آدم ہیں۔ جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا (حلیہ ابو نعیم و تاریخ امام طبری و شفائے قاضی عیاض وغیرہ)

بتاؤں تمہیں اس کا اسم محمد محمد محمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

**رحمت والی سحر** حضرت فاطمہ ثقفیہ ارشاد فرماتی ہیں (یہ والدہ ہیں حضرت عثمان بن عاص کی) کہ میں حضور کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ کے پاس موجود تھی۔ میں نے دیکھا کہ سارا گھر نور سے معمور تھا ہر ہر گوشہ نورٌ علیٰ نور تھا اور آسمان کے ستارے زمین کی طرف جھکے پڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اب یہ زمین پر گر پڑیں گے۔ اللہ کیا شوق دیدار تھا۔ کاش ہماری آنکھیں نچھاور ہوتیں۔

## آمنہ کے گھر میں — جنت کی حوریں

حضرت کی والدہ ماجدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جب وقت ولادت باسعادت قریب آیا تو میں تنہائی سے گھبرائی۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ میرا مکان خوبصورت عورتوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم جنت کی حوریں ہیں ہم تمہاری خدمت کے لئے آئے ہیں۔ کیونکہ تم سے اس نور کا ظہور ہونے والا ہے کہ جس کے نور سے ہم سب حوریوں کی پیدائش ہوئی۔

اللہ اللہ ایک یہ نوری ہستیاں ہیں جو نور کی تنظیم کے لیے بے قرار ہیں اور ایک وہ ناری شیاطین ہیں جو ولادت شریف کے نام سے بیزار ہیں اور دیکھنے میں مولوی ابلیس کی طرح بڑے نمازی اور پرہیزگار ہیں۔

## جبریل کی تمنا

آپ کی والدہ مکرمہ فرماتی ہیں کہ جب ولادت شریف کا وقت قریب آیا تو ایک آواز میرے کانوں میں آئی جس سے مجھے کچھ خوف سا معلوم ہوا۔ بعد ازاں ایک مرغ سفید نے اپنے بازو میرے سینے سے ملے میری وہ گھبراہٹ فوراً دور ہو گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہی مرغ سفید جو درحقیقت طائرہ سدرہ یعنی جبریل علیہ السلام تھے ایک نورانی صورت بن کر میرے سامنے ایک جام پیش فرماتے ہیں اور مبالغہ کرتے ہیں کہ خوب پیو۔ میں نے ان کے بار بار کے اصرار سے خوب شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر وہ میرے سامنے مودبانہ طور پہ اپنی درخواست ان محبت بھرے الفاظ میں یوں پیش فرمانے لگے۔ نجات الاحباب مصدقہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

ترجمہ

| | |
|---|---|
| اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْن | سب رسولوں کے اب اے سردار ظاہر ہوجیے |
| اِظْهَرْ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْن | خاتم پیغمبراں سرکار ظاہر ہوجیے |
| اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْعَالَمِيْن | شاہِ عالم رحمت غفار ظاہر ہوجیے |
| اِظْهَرْ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْن | عاصیوں کے شافع و غمخوار ظاہر ہوجیے |
| اِظْهَرْ حَبِيْبَ اللهِ - | اپنے رب کے محرم اسرار ظاہر ہوجیے |
| اِظْهَرْ يَا رَسُوْلَ اللهِ | اے رسول اے سید ابرار ظاہر ہوجیے |

اَلصَّلٰوۃُ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ　　　نفس الکل نائب جبار ظاہر ہو جیے

اَلسَّلَامُ یَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ　　　نور وحدت منبع انوار ظاہر ہو جیے

بِسْمِ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ یَا مُحَمَّدُ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ　　　از پئے نام خدا اسرار ظاہر ہو جیے

فَقَلَمُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَالْبَدْرِ بَیِّنًا　　　یا محمد احمد مختار ظاہر ہو جیے

سنتے ہی نام خدا جبریل سے خیر البشر　　　یوں ہوئے ظاہر کہ جیسے ابر سے نکلے قمر

دیکھتے ہی روئے زیبا کہتے تھے روح الامین　　　السلام اے فخر عالم رحمۃ للعالمین

## وقتِ ولادت کا بڑا زبردست مقابلہ

سب سے بڑی لڑائی حق و باطل کی اس وقت ہوئی۔ جس وقت حضور کی آمد آمد ہوئی ہے ادھر شیطانی جماعت والے دیوبندے جو پہلے ہی سے نور محمدی کی تعظیم کے منکر اور شروع ہی سے میلاد النبی کے مخالف تھے۔ جن پر خدا کی لعنت برابر بھی تھی وہ سرنگوں پڑے ہوئے تھے۔ شیطان کا حکم تھا کہ دیکھو ہر ضرورت سے کھڑے ہونا جائز ہے۔ خواہ وہ دنیا کی ہو یا دین کی۔ مگر اس رسول کی تعظیم کو کھڑے ہونا قطعاً میری مرضی کے خلاف ہے میں تو اس کو بھی شرک کہتا ہوں۔

مولوی ابلیس کا یہ بھی اعلان تھا کہ دیکھو سب کو سلام کرنا۔ چچا کو۔ ابا کو۔ اماں کو جو رستے میں مل جائے اس کو خاندان والوں کو غیروں کو مگر نہ کرنا سلام تو اس رسول عربی کو یا نبی سلام علیک مت کہنا۔ مجھے تو عداوت ہے تو اس سے ہے دیکھو سب ہی دنیا کی تعظیم کرنا۔ مگر اس رسول کی تعظیم نہ کرنا۔

دوسری طرف خداوند عالم کے ارشادات ہیں۔ وہ فرماتا ہے۔

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

یعنی میرے نبی کی تعظیم و توقیر کرو۔

سلام کے متعلق فرماتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اے ایمان والو درود پڑھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سلام بھیجو جیسا سلام بھیجنا چاہئے۔

قیام کے متعلق حکم دیتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

یعنی اے ایمان والو جب کہا جائے تم سے محفل میں کہ کھل کر بیٹھ جاؤ تو بیٹھ جایا کرو اللہ تم کو کشادگی عطا فرمائے گا اور جب کہا جائے کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو اللہ تم میں سے جو ایمان والے ہیں ان کو رفعت عطا فرمائے گا اور جو علما والے کریں گے ان کے مرتبے بڑے ہیں گے اور اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں سے خبردار ہے۔

یعنی وہ تو دیکھ رہا ہے کہ کون لوگ میرے محبوب کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور کون کون حیلے بہانے نکال کر شیطان کی طرف جاتے ہیں۔

**مزے کی بات** یہ کہ خداوند تعالیٰ نے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرما کر صرف ایمان والوں کو سلام پڑھنے کھڑے ہونے اور اپنے محبوب کی تعظیم کرنے کو فرمایا۔ شیطان والوں سے فرمایا ہی نہیں

ہنذا آج وہ خود بھی اپنے کو مشتثنا سمجھتے ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ میرے اور میرے نبی کے ذکر مبارک یعنی محفل میلاد شریف میں میرے ماننے والے اور میرے نبی کی تعظیم کرنے والے ہی کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھیں گے ممکن ہے کہ ان محافل میں بعض شیطان پرست دیو کے بندے بھی موجود ہوں اور وہ اپنی قدیمی عادت اور فطری خباثت کے مطابق انکار کریں اور ان کے انکار کی وجہ سے کچھ میرے بندے شک وشبہ میں پڑیں۔ اس لیے فرمایا کہ اے مومنوں جب تم کو حکم دیا جائے تو تم تعظیم کے لیے کھڑے ہو جانا اور اٹھکر صلوٰۃ وسلام پڑھکر ثبوت دینا کہ تم جماعت ابلیسی میں نہیں ہو۔ تم سمجھ لینا کہ یہ اس کا حکم نہیں ہے جو بیان کر رہا ہے۔ بلکہ یہ میرا حکم ہے۔ میں اس کے بدلے تم کو دنیا و آخرت میں بڑے بڑے درجے عطا فرماؤں گا۔

الحمد للہ کہ محفل میلاد شریف میں ایک ہی وقت میں چاروں باتوں پہ عمل ہو جاتا ہے۔ یعنی جیتنا کھڑے ہونا درود شریف پڑھنا اور سلام پڑھنا اب چونکہ قیام وسلام کا ذکر آگیا ہے آئیے آپ بھی گروہ انبیاء ومرسلین ملائکہ مقربین اور جماعت مقبولین کی طرح کھڑے ہوکر دربار خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام میں۔ ہدیہ درود شریف پیش کریں اور جماعت شیاطین، مردودین ومقہورین سے خود کو علیحدہ ثابت کریں

یا نبی سلام علیک یارسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

را نور جبین آدم باعث تخلیق آدم خلق میں سب سے مقدم افضل واعلیٰ واکرم

یا نبی سلام علیک ۔

۲۔ نیّرِ برجِ عطا ہو گوہرِ دُرجِ سخا ہو — نورِ والشمس و ضحیٰ ہو ماہ و انجم کی ضیا ہو

یا نبی سلام علیک ؎

۳۔ نوح کی کشتی ترائی نارِ نمرودی بجھائی — جانِ یونس کی بچائی سب نے دی تیری دہائی

یا نبی سلام علیک ؎

۴۔ جب بڑھی باطل کی قوت آپ نے دکھلائی ہمت — توڑ دی باطل کی طاقت حق کو بخشی فتح و نصرت

یا نبی سلام علیک ؎

۵۔ صدقہ بوبکرؓ ولی کا اور عمرؓ عثمانؓ و علیؓ کا — ہر ولی کا ہر نبی کا ہوں میں محتاج آپ ہی کا

یا نبی سلام علیک ؎

۶۔ ہو عطا مجھ کو وہ قوت کر سکوں آقا کی خدمت — عمر بھر تا وقتِ رحلت دین کی مجھ سے ہو خدمت

یا نبی سلام علیک ؎

۷۔ زنگِ عصیاں کو مٹا دو پاک دل میرا بنا دو — جامِ صحت کا پلا دو ہر مرض سے اب شفا دو

یا نبی سلام علیک ؎

۸۔ راستہ حق کا دکھانا اہلِ باطل سے بچانا — نزع میں بھی کام آنا کلمہ طیب پڑھانا

یا نبی سلام علیک

۹۔ ہے عمرؔ بندہ تمہارا ناتواں اور غم کا مارا — ہو کرم اس پہ خدارا دو ہمیں آکر سہارا

یا نبی سلام علیک

# باب ۱۳

## دس ایمانی فائدے

حضرت جبریل علیہ السلام کا بار بار اظہار فرمانا صدہا ایمانی فائدوں سے خالی نہ تھا لیکن فقیر اس کے متعلق صرف دس باتیں بیان کرتا ہے سنیئے اور اپنے ایمانوں کو تازہ فرمائیے۔

اولاً یہ معلوم ہوا کہ یا ندائیہ کا استعمال جبریل علیہ السلام کے مذہب میں غائب کے لیے بھی ثابت ہے اور یہ ثابت ہے کہ اگر حضور غیب نہ ہوتے بلکہ ظاہر ہوتے تو جبریل علیہ السلام بار بار اظہار کیوں فرماتے یعنی ظاہر ہو جائے۔

دوسرے یہ معلوم ہوا کہ یا رسول اللہ کہنا جائز ہے اور فرشتوں کی سنت ہے۔

تیسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت جبریل نے جو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہا یہ سب بہ تعلیم الٰہی تھا اگر یا رسول اللہ کہنا شرک ہوتا تو خدا ہرگز ہرگز شرک کی تعلیم جبریل کو نہ دیتا۔

چوتھے ان کلمات سے آپ کا شفیع المذنبین ہونا بھی ثابت ہے۔ جس کا ایک شیطانی گروہ قطعی منکر ہے۔

پانچویں یہ بھی معلوم ہوا کہ وقت ولادت بھی حضور نور ہی تھے جیسا کہ بڑ زمانے میں نور ہی رہے ہیں۔

چھٹے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت جبریل کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ وہ طفل نوری ہے

جو لطف اور رحم بھی منشا اور محبت ہے اور میری درخواست پوری کرنے کی قدرت رکھتا ہے اس کو خدا نے احمد مختار بنایا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

ساتویں یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام کا مذہب یہ ہرگز نہیں کہ سوا خدا کے کوئی شئے کسی سے طلب کرنا شرک ہے۔ بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم بانٹنے والے ہیں اور بانٹنے والے سے مانگنا نہ شرک ہے نہ بدعت جب ہی تو حضرت جبریل حضور سے کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ حضور سے اتنی بڑی چیز طلب کر رہے ہیں۔ جو خدا کے بعد سب سے بڑا درجہ رکھتی ہے یعنی وہ حضور سے خود حضور ہی کو مانگ رہے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ساری کائنات تو خدا نے ان کے صدقہ سے پیدا فرمائی ہے یہ مل گئے سب کچھ مل گیا۔

آٹھویں حضرت جبریل علیہ السلام کے بسم اللہ اظہر یا محمد ابن عبد اللہ کہنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خدائے تعالیٰ سے یہ نہیں عرض کر رہے ہیں کہ تو اپنے حبیب کے وسیلہ سے اپنے حبیب کو ظاہر فرما دے بلکہ وہ حضور سے عرض کر رہے ہیں جن کا نام محمد ابن عبد اللہ ہے کہ آپ خدا کے وسیلے سے ظاہر ہو جائیے۔ کیونکہ حضرت جبریل کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کے دربار میں حضور وسیلہ ہیں اور حضور کے دربار میں خداوند تعالیٰ وسیلہ ہے۔

نویں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز معمولی بشر نہ تھے کیونکہ یہ خصوصیت کسی معمولی انسان کیا غیر معمولی انسانوں کے لیے بھی ثابت نہیں پھر جماعت شیطانی کا آپ کو اپنا جیسا بشر یا معمولی انسان کہنا اور اخبارات میں ان کی

گندے عقیدے کی اشاعت کرنا گویا آپ پر تبرہ بازی کرنا ہے۔

دسویں حضرت جبریل کو خدا کا دیا ہوا علم غیب بھی تھا یعنی یہ معلوم تھا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے کیونکہ کہا جاتا ہے بطن مادر میں کیا ہے اس کا علم نہ کسی کو ہے نہ خدا نے کسی کو دیا۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ یہ پورے دس نکتے ہو گئے۔ چونکہ مع بسم اللہ کے دس جملے حضرت جبریل نے ظاہر کیے اس لیے فقیر نے بھی سر دست دس مسائل مستنبط کیے۔ ورنہ بیانی روشنی میں کافی جلوے نظر آ رہے ہیں۔

## حضرت جبرئیل پر تبرہ بازی

شیطان ان باتوں کو سن کر پیچ و تاب کھا رہا تھا اور دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ اے خدائی فوج کے سردار خفیہ قاصد نامدار اچھا اچھا آپ خوب ان باتوں سے اس آنے والے کی عظمت کا اظہار کیجیے تو میں بھی ابلیس کہ ان ہی باتوں کے خلاف اپنی فوج کو سبق نہ پڑھاؤں۔ چنانچہ واقعی اس نے ایسی تعلیم دی کہ آج تک اس سرکش دیو کے بندے عبد الطاغوت ان باتوں کا عقیدہ رکھنے والے اللہ والوں کو کافر مشرک اور بدعتی کہتے ہیں اور اس پردہ میں وہ حضرت جبریل علیہ السلام پر تبرہ بازی کرتے ہیں چونکہ یہ تعلیم خدا نے حضرت جبریل کو دی تھی۔ اس لیے در اصل خدا ہی کو کافر و مشرک کہتے ہیں۔ معاذ اللہ

# ابو لہب

# خدا کے سب سے بڑے سردار کے مقابلے میں شیطان کا سب سے بڑا فوجدار

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی اقبال

شیطان کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی عزت و عظمت دیکھ کر بڑی پریشانی ہوئی وہ جانتا تھا کہ یہ خدا کے سب سے بڑے محبوب ہیں۔ انہیں کی معرفت پر خدا کی معرفت کا دارومدار ہے ان ہی کے لیے ساری کائنات پیدا ہوئی انہیں کا میلاد شریف ذریعہ ہے۔ خداوند عالم کی معرفت کا ان کا مقابلہ آسان نہیں ہے۔

جبکہ وہ ہستیاں جن کی پیشانیوں پہ یہ نور بن کر جگمگائے۔ جنہوں نے ان کے میلاد کی خوشخبری سنائی۔ جنہوں نے ان کی تعظیم کی۔ ان کو خداوند تعالیٰ نے ہر طرح سے نوازا اور عزت بخشی۔ تو بھلا ان تاجدار دو عالم کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ اس لیے اب مجھ کو بھی خدا کے اس سب سے بڑے سردار کے مقابلے میں انہی کے چچا کو اپنا زبردست فوجدار بنانا چاہیے اور وہ بالکل اس سید عالم کا ضد اور مخالف ہو۔ اگر خدا اپنے محبوب پہ نبوت ختم فرمائے تو میں اپنے مطلوب پہ ضلالت ختم کر دوں خدا کا نائب اگر سید الابرار ہو تو میرا نائب رئیس الکفار ہو وہ اگر سید الانبیاء ہو تو یہ خاتم الاشقیاء ہو۔ اگر اس کے محبوب کا ماننے والا قیامت تک باقی ہے تو میرے نائب کا مذہب بھی تا حشر جاری رہے۔ چنانچہ ان کے لیے شیطان ایک

بڑی غدار ہستی کو جو ہر معنی سے اس کے نزدیک حضور کے مقابلے کے لیے موزوں کہی جا سکتی تھی۔ بڑی کوشش سے بنا کر تیار کی۔ یعنی ابولہب کو اپنا نائب اعظم بنا کر حضور کی مخالفت پر آمادہ کر دیا۔

## ابولہب کون تھا

ابولہب حضور کے چچاؤں میں سے تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ اور کنیت ابولہب تھی ابو کے معنی ہیں باپ اور لہب کے معنی ہیں آگ کا بھڑکتا شعلہ۔

چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو جس سے نسبت رکھتا ہے آخر کار اسی تک پہنچ جاتا ہے ابولہب کا بھی یہی انجام ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لیے جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں پہنچ گیا

## نسبت کا اثر

یہ واقعہ ہے کہ نسبت بھی عجیب چیز ہے اس کی قدر اہل نسبت ہی جان سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے بزرگانِ دین اور سلف صالحین ہمیشہ اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنے کے لیے ان کے سلسلے میں مرید ہونا باعث فخر سمجھتے رہے ہیں۔ چنانچہ کوئی ولی ایسا نہیں گزرا جو کسی سلسلہ میں موتی کی طرح گندھا ہوا نہ ہو۔ خواہ وہ پیدائشی ولی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح بزرگوں کا طریقہ یہ رہا کہ وہ اولیاء اللہ کے ناموں کے ساتھ اپنے بچوں کے نام رکھتے تھے تاکہ اپنے بچوں کو پکارتے وقت اللہ کے محبوبوں کا نام بھی زبان سے نکلتا رہے۔ اب بھی ایمان والے ہیں کوئی اپنے بچوں کو غلام محی الدین، غلام معین الدین، غلام رسول، غلام علی کوئی غلام قادر کوئی غلام وارث اور کوئی عبید الرضا وغیرہ نام رکھتا ہے اور کوئی مخدوم بخش، علی بخش، نبی بخش، مدار بخش وغیرہ نام رکھنا پسند کرتا ہے۔ سب سے برکت والا نام وہ ہوتا ہے جس میں محمد یا احمد شامل ہو۔ اس نام

رکھنے سے گھروں میں برکت ہوتی ہے ایک صحابیہ کے ہاں اولاد نہ جیتی تھی انہوں نے
حضور سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا کہ تم نیت کر لو کہ ان کا نام محمد، احمد رکھنا جس کے
اولاد نہ ہوتی ہو اس کے لیے بھی عمل مؤثر لکھا ہے۔ جس دسترخوان اور جس مشورہ میں محمد یا احمد
نام کا کوئی شخص ہو اس میں حضور نے دعائے برکت فرمائی۔ فقیر نے عرض کیا ہے۔

یوں محمد سے مرا نام لے عمر نزدیک ہے ‏ — ‏ جس طرح گردن سے سر دل سے جگر نزدیک ہے
تاج میرے نام کا نام محمد ہے عمر ‏ — ‏ میرے سر نے پائے بحر و بر نزدیک ہے
مجھے بدنام کر سکتے نہیں اعدائے بدمذہب ‏ — ‏ ہیں میرے نام میں شامل محمد اور محراب
مٹانے سے کسی کے تا قیامت مٹ نہیں سکتا ‏ — ‏ عمر کے نام سے پہلے ہے نام آتا محمد کا

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مقبول بندوں
سے سچا تعلق اور صحیح نسبت عطا فرمائے اور ان کے راستے پر بھی چلنے کی توفیق بخشے
شیطان پرستوں دیو کے بندوں کو ایسے ناموں سے بہت چڑ ہے وہ تا بامکان
ایسے مبارک ناموں سے اپنی فوج والوں کو روکتے ہیں اور جب نہیں بس چلتا تو پھر ان
کے خیالات خراب کر کے اپنا جیسا بنا رکھتے ہیں۔ ع

بہا خون دست مجنوں سے اگر کی فصد لیلیٰ نے ‏ — ‏ فنا ہے نام اس کا اور نسبت اس کو کہتے ہیں

# حق کی اشاعت اور باطل کی شرارت

بتائے جس نے امت کو خدا کے راز سربستہ
امی امی لقب کو غیب داں کہنا ہی پڑتا ہے

جب خداوند عالم نے حضور پر یہ آیۂ کریمہ نازل کی۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ یعنی یا رسول اللہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب آلٰہی سے ڈرایئے اور ان کو راہ راست پر لایئے تو سرکار علم نے کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو آواز دی۔ وہ سب جمع ہوگئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ تم مجھ کو سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا۔ قوم نے متفقہ جواب دیا کہ ہم آپ کو سچا مانتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کبھی بچپن سے جھوٹ نہیں بولے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک فوج ہے جو تم پر حملہ آور ہوگی۔ سب نے اقرار کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر مانتے ہو اور سچا جانتے ہو تو سن لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا سچا رسول ہوں اگر مجھ پر ایمان لاؤ تو نجات پاؤ گے عذاب قبر و حشر سے محفوظ رہو گے ورنہ یاد رکھو کہ مشرکوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

## ابولہب کا ان غیبی باتوں سے انکار

لہابیوں کو نہیں آج غیب سے انکار

پرانی رسم یہ بدعت ابولہب کی ہے

ابولہب نے دل میں خیال کیا کہ حضور نے جتنی باتیں بیان کی ہیں۔ سب کا تعلق غیب سے ہے مثلاً میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک فوج ہے جو تم پر حملہ آور ہوگی تو کیا مان لوگے۔ اس میں بھی گویا اس بات کا اقرار لینا ہے کہ جو چیز تمہاری نظروں سے غیب یعنی پوشیدہ اس کا مجھے علم ہے۔

دوسرے جس خدائے واحد لاشریک کی توحید پیش فرمائی ہے وہ بھی ہم سب سے غیب ہے اس کا بھی علم علم غیب ہوا۔

تیسرے جن آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے اس کا تعلق بھی غیب سے ہے۔ کیونکہ وہ آئندہ کی بات ہے۔ غرضیکہ دوزخ و جنت ملائکہ، عذابِ قبر عذابِ حشر پل صراط، کوثر، جبرئیل، وحی و الہام سب چیزوں کا تعلق غیب سے ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا دعویٰ بھی ہے کہ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ط یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو ہم آپ کی طرف بھیجتے ہیں اس لیے بالہام شیطانی اس نے یہ سوچا کہ اگر علم غیب ہی سے انکار کر دیا جائے اور اسی چیز کو لغو و فضول کہہ دیا جائے تو پھر اسلام کی ہر چیز سے انکار ہو جائے گا۔ اور عوام اس کو کچھ بھی نہ سمجھیں گے۔ غرضیکہ اس نے دبی کی۔ جو آج بھی اس کے تابعین کرتے ہیں یعنی اس نے جلسہ میں ہنگامہ شروع کر دیا اور آپ کی شانِ اقدس میں ہاتھ مٹکا مٹکا کر طرح طرح کی گستاخیاں اور بدکلامیاں کرنے لگا اور کہنے لگا کیا آپ نے انہیں فضول اور لغو باتیں سنانے کے لیے ہم لوگوں کو بلایا تھا۔ غرضیکہ یہ اور اور اس کے تمام پیرو وہابی دیو کے بندے بڑبڑاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔

## شیطانی لیڈر ابولہب کی علانیہ مذمت

اور

## تَبَّتْ يَدَا کا نزول

عدوئے حق کا لیکر نام بھی جاکر مذمت ہے
کلام اللہ شاہد ہے یہ اللہ کی سنت ہے

چونکہ خداوند تعالیٰ نے اہلِ اسلام کی تعلیم کے لیے قرآن پاک میں حضور کی تعریف اور آپ کو خوش کرنے کے پانچ طریقے اختیار فرمائے ہیں۔

**۱ اوّل طریقہ** حضور کو کسی نام یا کسی خطاب سے مخاطب فرما کر آپ کی تعریف کی مثلاً یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا یعنی اے میرے محبوب ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے۔

**۲ دوسرا طریقہ** حضور کے اصحاب کرام اہل بیت اطہار اور ازواج مطہرات کی تعریف فرما کر آپ کو خوش کرنا جس کی مثال یہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اصحاب کرام شیطان والوں پر سخت اور آپس میں بڑے دوست ہیں۔

**۳ تیسرا طریقہ** آپ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کافر فرما کر آپ کو خوش کیا۔ مثلاً

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ یعنی منافق لوگ قسم خدا کی کھا کر کہتے ہیں انہوں نے آپ کی شان کے خلاف کوئی کلمہ کفر کا نہیں کہا ہے۔

حالانکہ انہوں نے بیشک آپ کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر ہو گئے۔

**۴ چوتھا طریقہ** آپ کے دشمنوں کی مذمت اور برائیاں بیان فرما کر آپ کو راضی اور خوشنود فرمایا جس کی مثال اس آیۂ کریمہ

میں ملتی ہے۔ فرماتا ہے

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝

یعنی نہ کہا مانئے آپ کسی خلاف یعنی زیادہ قسمیں کھانے والے کمینے کا۔ طاعن یعنی طعنہ دینے والے چغلخور کا۔ نیک کاموں سے روکنے والے کا حد سے بڑھنے والے کا گناہگار کا بدمزاج کا اور ان سب باتوں کے علاوہ حرام زادے کا۔ وغیرہ وغیرہ۔

*

چونکہ یہ سب آدمی کی بُری عادتیں اور بری خصلتیں ہیں۔ ان سب کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے فوج شیطان کی برائی بیان کر کے بھی اپنے محبوب کی تعریف بیان کی ہے اور آپ کو خوش کیا ہے۔ یہ بھی ایک طریقہ حضور کی مدحت کا ہے۔

**پانچواں طریقہ** حضور کے دشمن کا علانیہ نام لے کر مذمت کرنا اور آپ کو خوش کرنا جس کی مثال ہے سورہ تبت یدا۔ اس سورت میں ارشاد فرمایا ہے۔

تبت یدا ابی لهب وتب ما اغنی عنه ماله وما کسب سیصلی نارا ذات لهب وامراته حمالة الحطب فی جیدها

ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور ٹوٹ گیا وہ خود یعنی برباد ہو گیا ابولہب۔ نہ اس کا مال کام آیا نہ اس کی کمائی داخل ہو گیا شعلہ والی آگ میں وہ بھی اور اس کی بیوی ابولہب بھی جو سر پر لکڑیوں کا بوجھ

حبل من مسد ط لادے پھرتی ہے اس کی گردن میں
مونج کی رسی ہے۔

سورہ لہب کے نازل ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ اگرچہ ابوجہل بھی بڑا کافر تھا۔ جس کو حضور نے اس امت کا فرعون بنایا ہے۔ مگر ابولہب سب کا سرغنہ تھا اس لیے خداوند تعالیٰ نے اس کے متعلق پوری سورت نازل فرمائی اور اس مجمع میں کافی کفار تھے۔ کسی کی مذمت اس طرح نہیں کی گئی جیسے ابولہب کی اس معنی سے جو خصوصیت ابولہب کو کافروں میں حاصل تھی وہ کسی دوسرے کو نہ حاصل تھی اسی لیے ہم نے بھی اکثر جگہ شیطانی فوج کے اس سب سے بڑے سردار کے ہم عقیدوں کو اسی کی طرف منسوب کر کے لہابی لکھا ہے۔

## شریمتی ابولہب کی بیوی کی موت

ابولہب کی بیوی ام جمیل ابوسفیان کی ہمشیرہ اور جناب معاویہ کی پھوپھی صاحبہ تھی یہ حضور کی بہت بڑی دشمن تھی۔ ایک دن سر پہ لکڑیوں کا گٹھا رکھے چلی آرہی تھی کہ یکایک بوجھ سر سے سرکا اور گلے میں پھندا لگ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گئی۔

سر پہ گری جو بجلی اللہ کے غضب کی
نار سقر میں پہنچی بیگم ابولہب کی

# باب ۱۴

## ابلیس کا سب سے بڑا مدرسہ دار الندوہ

جسے کہتے ہیں سب ندوہ یہ ہے شیطان کا مکتب
یہاں ابلیسیت کی سربسر تعلیم ہوتی ہے

شیطان نے جب دیکھا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ تبلیغ بہت وسیع ہوتا جاتا ہے اور خدا کے لشکر کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبوبوں کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہے ہیں۔ آپ کا کاشانۂ نبوت اسلامی تعلیم کا مرکز بنا ہوا ہے۔ نور اسلام کی ضیائیں پھیل رہی ہیں تو شیطان کو بھی اپنے مددگاروں کو تعلیم دینے کے لیے ایک مرکز قائم کرنے ان پر ابلیسانہ وحی اُتارنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس مقصد کے لیے اس نے مکہ معظمہ کے قریب ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام قرآن کی تفسیروں اور تاریخ کی کتابوں میں ندوہ[1] لکھا ہے۔

خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو آگاہ کرنے کے لیے ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ — یعنی بے شک شیاطین بھی وحی بھیجتے ہیں۔

[1]: دیکھو جامع التفاسیر بحوالہ تفسیر کلبی مغازی محمد ابن اسحٰق و تفسیر ابن ابی حاتم، تاریخ حبیب السیر وغیرہ

إِنَّ أَوْلِيَاءَ هُمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۚ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۔

اولیاء کی طرف تاکہ تم سے بحث میں لڑیں اور اے مسلمانوں اگر تم شیطانوں کا کہا ماننے لگے تو وہ تم کو شیطان پرست یعنی دنیا کا بندہ بنا دیں گے اور پھر تم بھی کافر و مشرک ہو جاؤ گے ۔

* * *

# وحی الہٰی کے مقابلے میں شیطانی وحی

# اور

# تعلیم گاہ نبوی کے مقابلے میں شیطانی تعلیم گاہ

اب دو تعلیم گاہیں تھیں جو ایک دوسرے کے مقابلے میں قائم تھیں اور دونوں طرف وحی کا نزول تھا۔ ایک طرف خدا کے سچے رسول پر سچے خدا کی طرف سے وحی ربانی نازل ہو رہی تھی جس کا نام قرآن تھا۔ جس میں امکان کذب کا احتمال ہی نہ تھا۔

دوسری طرف شیطانی وحی کا نزول تھا۔ جس کو وسواس الخناس کہا جاتا ہے یہ وحی ابلیس کی طرف سے اپنا یوں پر دھڑا دھڑ اتر رہی تھی۔ ایک طرف خدا پرستی کی تعلیم تھی اور دین توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سبق پڑھایا جاتا تھا۔ دوسری طرف لا الٰہ الا اللہ کے بعد کسی دوسرے مردود کا نام لے کر اس کو رسول اللہ کہنا باعث تسکین بتایا جاتا ہے۔ ادھر حضور کو سید البشر کہنے اور نوری انسان ماننے کا سبق پڑھایا جاتا تھا کہ۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ یعنی بیشک آیا تم میں اللہ کا نور

یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر ابن عباس وغیرہ)

دوسری طرف اپنا جیسا بشر جاننے کا وظیفہ سکھایا جاتا تھا کہ

وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ — یعنی یہاں کفار کہتے تھے کہ اگر تم اپنے جیسے بشر کا کہا مانو گے تو بیشک تم نقصان میں پڑ جاؤ گے۔

✱

ایک طرف شیطان کی باتوں کو جھوٹ سمجھنے کا یقین دلایا جاتا تھا۔ دوسری طرف خدا کے کلام میں اعلان کو مشتبہ بتایا جاتا تھا۔ ایک طرف اولیاء اللہ کے مدارج و مراتب بیان کیے جاتے تھے کہ

إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ — یعنی اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

دوسری طرف اولیائے کرام اور ائمہ عظام کی مذمت ان کی قبروں کو مٹی کا ڈھیر کہا جاتا تھا۔ غرضیکہ دونوں طرف متضاد اور ایک دوسرے کے خلاف تعلیم دی جاتی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف ابوبکر و عمر و عثمان و علی ابوعبیدہ خالد بن ولید ابوذر غفاری وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین کی جیسی مقدس ہستیاں بن کر تیار ہونے لگیں۔ دوسری طرف ابولہب ابوجہل ابی ابن خلف اور رفاعہ جیسے کذاب یہاں شیطانی فوج کے سپاہی میدان میں کود کود کر شرک کفر نفاق و شقاق کا جوہر دکھانے لگے۔

ادھر ابلیسیت ہے ندویت ہے اور ضلالت ہے
ادھر توحید ہے قرآن ہے تعلیم سنت ہے

# باب ۱۵

## لہابیوں نے اور ندویوں نے حضور کو تین سال تک محصور رکھا

اب خدا کی قسم بڑھ گئے حد سے دونوں
قوم کے تجھ پہ ستم قوم پہ رحمت تیری

جیسے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا سلسلہ بڑھتا جاتا تھا ویسے ہی ویسے جماعت شیطانی کی فکر میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ آخر کار سارے ندویوں اور لہابیوں نے یہ طے کیا کہ جس طرح ہو سکے آپ کو دین سے نہ بیٹھنے دیا جائے چنانچہ اس تجویز پر عمل درآمد شروع ہوگیا اور اسی سلسلہ میں آپ کو شعب بنی ہاشم یعنی کوہ کی ایک گھاٹی میں محصور کیا گیا کہ آپ سے میل جول تعلق بند کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ تین سال کا زمانہ آپ اور آپ کے چاہنے والوں کے لیے جس مصیبت میں گزرا اس کا صحیح اندازہ کرنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ آخر تین سال کے بعد پھر آپ نے اپنے علم غیب کی شان دکھائی یعنی اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا کہ آپ قریش سے کہہ دیں کہ وہ عہد نامہ جو خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا۔ اس میں سوائے نام خدا کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ سب کیڑوں نے صاف کر دیا۔ سارے لہابی ندوی یہ دیکھ کر پشیمان ہو گئے اور حضور اس گھاٹی سے باہر تشریف لائے۔

وہابیوں نے یہ بھی طے کیا کہ حضور سے معجزات طلب کیے جائیں اور خاص کر ایسی باتیں پوچھی جائیں۔ جن کا تعلق علم غیب سے ہو اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اگر کبھی کوئی بات کسی مصلحت سے آپ کے نزدیک بتانا مناسب ہو تو پھر ہم لوگوں کو خوب مضحکہ اڑانے کا موقع ملے گا کہ یہ کیسے نبی ہیں کہ خدا نے ان کو علم غیب دیا ہی نہیں اور جب علم غیب نہیں تو یہ رسول ہی نہیں۔ چنانچہ اکثر معجزے ایسے ہی طلب کرنا شروع کیے۔ جن کا تعلق علم غیب سے ہی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ابوجہل کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک بار وہ مٹھی میں چند کنکریاں لے کر آیا اور پوچھا کہ بتایئے میری مٹھی میں کیا ہے حضور نے فرمایا کہ چھ ٹکڑے پتھر کے ہیں اور یہ بھی سن لے کہ وہ میرے متعلق کیا کہتے ہیں۔ ابوجہل نے جب سنا تو وہ ٹکڑے کہہ رہے تھے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ گویا حضور نے یہ ثابت کر دیا کہ میں تو خدا کا دیا ہوا علم غیب رکھتا ہی ہوں مگر جس پہ نظر کرم ڈال دوں وہ بھی علم غیب کی شان دکھانے لگے اگرچہ وہ تیری مٹھی میں ہیں اور ہیں ان سے غیب کہاں مگر دیکھ لے کہ وہ میری رسالت کی گواہی دیتی ہیں

# باب ۱۶

## دارالندوہ میں حضور کے قتل کی سازش

دولت سرا نبی کا گھیر اہے ندویوں نے
کیسا غضب یہ ڈھایا نجدی وہابیوں نے

چونکہ عام طور پر تمام دیو شیطان کے بندے وہابی اور ندوی بہت زیادہ

فکر میں تھے کہ اب آنحضرت کے لیے کیا کرنا چاہیے کیا صورت ایسی اختیار کی جائے
کہ خدائی فوج میں لوگ بھرتی نہ ہوں اور شیطانی لشکر میں روز افزوں ترقی ہو
شیطان کے بنائے ہوئے خداؤں اولیاء ہم الطاغوت کی خدائی قائم رہے اور
اولیاء اللہ کا سکہ لوگوں کے دلوں میں جمنے نہ پائے وہ بہت پریشان تھے۔ مگر کوئی
بات سمجھ نہ آتی تھی۔ آخران تمام کفار سارے ندویوں اور لہابیوں نے اپنے قدیمی مرکز
ندوہ میں لہابیوں کا ایک خاص اجتماع کیا اور غور کیا جانے لگا کہ کس طرح حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑھتی ہوئی تبلیغ اسلامی کو روکا جائے۔

جب یہ جلسہ شوریٰ ہو رہا تھا تو ان لہابیوں ندویوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ
اسلامی وضع کے عالمانہ لباس میں ڈاڑھی بڑھائے تسبیح جھلاتے تشریف لاتے ہیں
لہابیوں نے ندوہ میں ایسے اسلامی شان کے شیخ کامل کو دیکھ کر بڑے تعجب
سے پوچھا کہ جناب آپ کا نام کیا ہے اور دولت خانہ کہاں ہے۔

شیخ صاحب نے نہایت بزرگانہ لہجے میں جواب دیا کہ میرا نام اشرف
وعلی عزازیل ہے لقب معلم الملکوت ہے اور وطن مبارک نجد شریف ہے۔
میں آپ کے جلسے میں شرکت کے لیے اور آپ کو مفید مشورے دینے
کے لیے آیا ہوں۔ تو ارشیخ حبیب اللہ میں ہے۔

کہ اسی وجہ سے شیطان کا ایک نام شیخ نجدی بھی ہے۔

ابولہب اور ابوجہل اور سارے ندوی لہابی کفار نے اس شیخ نجدی
کا زبردست احترام کیا اور جلسے کی کارروائی شروع ہو گئی[1]

---

[1] حسن التفاسیر از مسند ابن حنبل وغیرہ ور ذکر شان نزول واذ یمکر بک الذین کفروا پارہ ۹

شیخ جی لہابیوں کی باتیں اور بدویوں کی گھتیں بڑے غور سے سنتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب اس نتیجہ پر پہنچے اور ابوجہل نے یہ مشورہ دیا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک شخص شریک ہو کر ایک ایسی جماعت بنائی جائے جس میں ہر برادری اور ہر خیال کا آدمی شریک ہو سکے کسی کے عقیدے سے ہم کو کام نہیں خواہ وہ لات وعزیٰ کا ماننے والا ہو یا ہبل کا پوجنے والا ہو بلکہ عمل میں ہم سب سے متفق ہو اس لیگ کا یہ کام ہو گا کہ وہ بیک وقت آنحضرت کا مکان گھیرے بلکہ زبردستی مکان میں گھس کر آپ کو قتل کر دے۔ اس طرح اگر قریش اور آپ کے عزیز و اقارب بدلہ لینا بھی چاہیں گے تو سب سے بدلہ نہ لے سکیں گے اور مجبوراً کچھ رقم لینے پر راضی ہو جائیں گے اور اس طرح خدائی فوج کے اس آخری سردار کا خاتمہ ہو جائے گا۔ شیخ جی نے اپنے مریدوں کی اس رائے پر صاد کیا اور لہابیوں کو آمادہ کر کے جلسے سے اٹھ کر سیدھا نجد کا راستہ لیا۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔۔

| | |
|---|---|
| وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ؁ | یعنی جب کافر لوگ آپ کی نسبت بڑی بڑی تدبیریں کر رہے تھے کہ آیا آپ کو قید کریں یا قتل کریں یا شہر بدر کریں تو وہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے |

مشورے سے کہ جناب شیخ نجدی چل دیئے
کفر کے ہاتھے ہوئے نالے میں جا کر چھپ رہے

## ندویوں کا اور لہابیوں کا قاتلانہ حملہ

آخر ندوے میں بیٹھنے والی لہابی جماعت اپنے ارادے کی تکمیل اور حضور کو قتل کرنے کے لیے بڑے جوش و خروش سے بڑھی اور حضور کے دولت سرا کو گھیر لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عاشق جانباز یعنی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی امانتیں سپرد کر کے باہر نکلے اور تھوڑی سی مٹی اٹھا کر لہابیوں کی آنکھوں میں جھونک کر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں مدینہ منورہ کا راستہ لیتے ہیں۔

## پھر شیطان کی آمد

سارے لہابی اور ندوی منتظر تھے کہ حضور مکان سے باہر آویں کہ اتنے میں شیخ نجدی بھوانی کے استھان سے اپنے فرزندوں کی گھبراہٹ دیکھ کر پیٹ پکڑے بھگے آئے اور کہا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ وہ تم لوگوں کے منہ اور سر پر خاک ڈال کر چل دیئے اب جو دیکھا تو منہ اور سر کو خاک آلود پایا تو نہایت شرمندہ ہوئے۔ بہت دوڑ دھوپ کے تلاش کیا۔ مگر ناکام رہے اور خدائی فوج کے سردار و آقائے نامدار محمد مختار صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور یہاں اپنا اسلامی مرکز قائم کیا جو آج تک قائم ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ تعالیٰ قائم رہے گا۔

# باب ۱۷

## جنگ بدر

## فدایانِ رسول اور وہابیوں میں مقابلہ

بتائے جس نے امت کو خدا کے راز سربستہ
اسی امی لقب کو غیب داں کہنا ہی پڑتا ہے

جب اللہ والوں کے سردار سرکار ابد قرار مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اب شیطان اور اس کے چیلوں وہابیوں اور نجدیوں کو بڑا غصہ آیا اور آخرکار اپنی شیطانی فوج ترتیب دے کر مدینے پر حملہ کر دیا۔

ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کل تین سو تیرہ پائندہ جانثار دولہوں کو ہمراہ لے کر چاہ بدر پر تشریف لائے اور وہابیوں کے مقابل صف آرا ہو گئے۔

## غیبی خبر

### کل کیا ہوگا اور کون کہاں مرے گا

صحیح بخاری شریف میں حضرت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاہ بدر تشریف لائے تو اپنے اپنے اصحاب کرام

کو ہر لبابی کے قتل ہونے کی جگہ بتا دی کہ فلاں یہاں مارا جائے گا فلاں یہاں قتل ہوگا۔ جملہ اصحاب کرام خدائی لشکر کے سپاہی صدقت یا رسول اللہ کہتے ہے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ کو خدا نے یہ علم دے دیا ہے کہ کل کیا ہوگا اور کون کہاں مارا جائے گا۔ اس بات کو ظاہر کرنے سے حضور کا مقصد تھا کسی کا ذکر معجزہ دکھانا نہ تھا بلکہ ایمان والوں کو بتانا مقصود تھا کہ اے میرے فوج کے سپاہیوں لبابیوں سے جہاد کرنے کے پہلے میرے غیب داں ہونے پر ایمان لاؤ تاکہ تمہارے اعمال اکارت نہ ہوں ورنہ اگر عقیدہ درست نہ ہوا اور باوجود خدا کے عطا فرمانے کہ میرے علم غیب پر ایمان نہ لائے تو شہادت کہاں مل سکتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جس کو حضور نے جہاں فرمایا تھا وہ وہیں مارا گیا ذرہ برابر فرق نہ ہوا۔

# ابوجہل کی موت

اس میں شک نہیں کہ جنگ بدر میں لبابیوں اور ندویوں کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی۔ مگر اللہ والوں نے وہ جوش اسلامی دکھایا اور خداوند تعالیٰ نے اپنی فوج کے نوری سردار اور مہاجرین و انصار کی وہ مدد فرمائی کہ ستر لبابی اور ندوی مارے اور قید کیے گئے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ابوجہل سب کا بڑا چیلا لبابیوں کا سب سے بڑا پیشوا منکر علم غیب تعظیم رسول کا بڑا مخالف بشر مثلکم کی رٹ لگانے والا ابوجہل بھی دو کمسن مگر بہادر بچوں کے ہاتھ سے کتے کی موت مارا گیا۔

# مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود

## کیا مرنے کے بعد کافر بھی سنتے ہیں

لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لہابیوں کے جسموں کو چاہ بدر میں ڈلوا دیا اور کنارے کھڑے ہو کر ایک ایک مقتول کا نام لے کر فرمایا کہ اے فلاں اے فلاں کہو ہم سے جو خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ ہم نے تو صحیح پایا تم نے بھی خدا کا وعدہ درست پایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں۔ جن میں روح نہیں کیا یہ سنتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں تم سے زیادہ سنتے ہیں۔

## اولیاء اللہ کی شان

غور کرنا چاہئے کہ جب شیطان والے مرنے کے بعد سنتے ہیں تو اللہ والے کیونکر نہ سنتے ہوں گے۔ جن کی سماعت کو خدا نے اپنی سماعت فرمایا ہے مگر لہابی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ ان میں کوئی قوت نہیں باقی ہے گویا کہ ابوجہل اور دیگر لہابیوں سے بھی زیادہ ان مقبولان بارگاہ کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ منہم۔

☆☆☆

# باب ۱۸

## شیطانی سپہ سالار لہابیوں کا سردار ابولہب بھی جہنم پہنچا

ابی لہب اگرچہ چالاکی کی وجہ سے جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا جیسا کہ آج بھی اس کے چیلوں کا یہی دستور ہے کہ گریاں کھانے کے وقت اپنے بلوں میں نظر آتے ہیں بلکہ اس نے اپنے غلام بدیل نامی کو کچھ روپیہ دے کر لڑائی پر بھیج دیا۔ یہ کرایہ کا ٹٹو بھی اس لڑائی میں مارا نہیں گیا بلکہ اس نے جب دیکھا کہ ہمارے امام اہل شفقت ہی غائب ہیں تو ہم کیوں جان گنوائیں۔ اس لیے یہ کسی تدبیر سے بچ کر واپس آیا اور ابولہب کو شکست کی خبر سنائی ابولہب کو اپنے بڑے بھائی کی موت اور اس لڑائی میں مارے جانے کا گھر بیٹھے بہت صدمہ ہوا اور ابھی ایک ہفتہ بھی نہ ہوا تھا کہ یہ مرد ول مرض طاعون بن کر ابھر آیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سر پہ ناطوافی سو گھر لانے بھیجنے پر شیطان کا نائب لہابیوں کا قائد اعظم وادا اللہ دوہ کی روح والا شیخ نجدی کا پسر مسعود ابولہب کے پاس جہنم پہنچ گیا۔

چونکہ اہل مکہ طاعون سے بہت ڈرتے تھے۔ اس وجہ سے اس کی لاش بھی کئی دن تک کسی نے نہ اٹھائی جب بہت بدبو پھیلی تو مجبور ہو کر بعض لہابیوں نے

---

سلہ دیکھو احسن التفاسیر تفسیر سورہ لہب۔

اس آگ نے شعلے کو خاک کے نیچے دبا دیا یہ نتیجہ ہوا اس جہنم کے کندے حضور کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والے کا۔

# باب ۱۹

## وہابی اور ندوی مسلمانوں کے لباس میں

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدرت را می شناسم

تو چاہے جیسے کپڑے زیب تن کر | مگر ہم تیرا قد پہچانتے ہیں
وہابی بھی مسلمان نظر آتے ہیں | مختلف روپ میں شیطان نظر آتے ہیں

لڑائیوں میں شکست فاش ہونے اور کافی سے زیادہ جوتے کھانے کے بعد اب وہابیوں نے اسلام کو مٹانے اور حضور کو ستانے کا نیا طریقہ اختیار کیا۔ ان میں باہم صلاح مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ اب خدائی فوج کے سب سے بڑے سردار سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ آسان نہیں اس لیے اب خاص حکمت عملی اور زبردست فریب سے کام لینا چاہیے۔ چلو چل کر دربار نبوت میں کلمہ پڑھیں اور ظاہر میں مسلمان ہو جائیں اور اپنا اعتبار اور اعتماد مسلمانوں میں قائم کریں۔

بس اسی میں ہماری فتح عظیم ہے اور یہی پیروی شیطان رجیم ہے۔ نمازیں خوب پڑھیں۔ مگر ریاکاری سے۔ روزے خوب رکھیں۔ مگر ناچاری سے۔ حج بار بار کریں۔ مگر مکاری سے جہاد میں برابر شریک ہوں۔ مگر غداری سے مال غنیمت

میں ساتھ لگائیں اور بڑی ہوشیاری سے اور وقت پر پچھاڑ دکھائیں۔ مگر تجربہ کاری سے دعویٰ یہ کریں کہ ہم توحید کے علمبردار ہیں۔ ڈنکا یہ بجائیں کہ ہم شرک و بدعت سے بیزار ہیں۔ نعرہ یہ لگائیں کہ ہم فخرِ عالم کے طرفدار ہیں اندر اندر مشہور یہ کریں کہ یہ نبی خدا کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل و خوار ہیں۔ ان سے بڑھ کر تو ہمارے ابلیس صاحب علم کے سردار ہیں۔ بشر مثلکم کی رٹ لگائیں کہ یہ ہمارے ہتھیار ہیں۔ عقیدے سب وہی ہوں کہ جو مشرکین کفار ہیں۔ کیونکہ وہ صحیح معنی میں پیروِ شیطان نابکار ہیں۔ چنانچہ دربار رسالت میں آئے کلمہ پڑھا ظاہر میں مومن بنے اور تبلیغ کے لیے چل کھڑے ہوئے

لہابیوں کی یہ تحریک کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالو مومنین پاؤ تو ان کو قتل کرو اور اندر اندر کافی زور پکڑ گئی یہاں تک کہ یہ بیماری مدینہ منورہ میں بھی پھیل گئی [1]

## باب ۲۰

## سات لہابیوں کا مکہ سے قبول اسلام

چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی سفیان بن خالد ہذلی کا واقعہ ہے کہ اس نے قبیلہ عضل اور قارہ کے سات آدمیوں کو تیار کیا کہ وہ مدینے پہنچ کر قبول اسلام کریں۔

حضورؐ سے درخواست کریں کہ وہ جماعت صحابہ میں دس بڑے بڑے صحابہ کو

---

[1] دیکھو احسن التفاسیر ذکر اقسام منافقین تفسیر آیت فما لکم فی المنافقین الایہ۔

درس قرآن کے لیے ہمارے ساتھ مکہ معظمہ بھیج دیں اور کوشش یہ کی جاوے کہ ان میں حضرت عاصم خبیب بن عدی۔ عبد اللہ بن طارق اور زید بن وثنہ وغیرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ضرور ہوں کیونکہ ان صحابیوں نے جنگ احد کی لڑائی میں بڑی بہادری کے جوہر دکھائے ہیں۔ اس کا اہتمام لینا ضروری ہے۔

چنانچہ یہ ساتوں لحیانی ہندوی فوج شیطان کے خفیہ سپاہی دربار رسالت میں پہنچے اور کلمہ پڑھ کر بظاہر مسلمان ہوگئے اور حضور سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے قبیلے کے اکثر لوگ اسلام قبول کرنے کو آمادہ ہیں۔ ضرورت ہے کہ دس ایسے صحابی جو قرآن پاک کی تعلیم دے سکیں۔ ہمارے ساتھ روانہ فرما دیجئے خاص کر حضرت عاصم وغیرہ کو کہ ان سے وہاں کے لوگ بہت محبت رکھتے ہیں۔ حضور نے انکی درخواست قبول فرمائی اور دس صحابہ کرام کو جن کو وہ لوگ چاہتے تھے۔ ان کے ہمراہ مکہ کی جانب روانہ فرما دیا۔

## دسوں صحابی موت کے شکنجہ میں

جب مسلم نما لحیانی۔ جلیل القدر اصحاب رسول کو لے کر کے اور عسفان کے درمیان پہنچے تو ان ہندویوں نے جاکر سفیان بن خالد ہذلی کو اطلاع دی کہ اب موقع پر شکار آگیا ہے۔ یہ کھلا ہوا لحیانی کا فریب دین دو سو لحیانیوں کو ہمراہ لیے فوراً آنکلے اور چاروں طرف سے تیر اندازی شروع کر دیتا ہے۔

صحابہ کرام نے جب یہ دیکھا تو ان کی کوئی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ عشق رسول اور شوق شہادت میں جھومنے لگے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے کہ اس

سے بہتر اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کا کون موقع ملے گا۔
چنانچہ دسوں نعرۂ تکبیر بلند کر کے ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے اور سپنے لگے کہ
بحر عشق تو ام بیکشند غو غا ئیست     تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشا ئیست
تمہارے عشق میں اب عاشقوں کا خون بہت ہے
ذرا تم بھی دیکھو آ کے کیا اچھا تماشا ہے
پہلے تو لبا ہیوں پر تیر چلاتے رہے جب تیر ختم ہوئے تو نیزے سنبھالے
جب وہ بھی ٹوٹ گئے تو تلوار سے لڑے یہاں تک کہ دسوں صحابہ نے بڑے
دردناک طریقے سے مرتبہ شہادت کا حاصل کیا۔ حضرت خبیب اور عبداللہ بن
طارق اور زید بن دثنہ کو سولی پر چڑھا کر بھالوں سے ان کا بدن چھید چھید کر
شہید کیا آخر وقت ان شہیدوں نے حضور کے دربار میں صلوٰۃ و سلام عرض
کیا جس کا مطلب یہ تھا یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام
علیک صلوٰۃ اللہ علیک۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں
حضور کی خدمت میں مع دیگر صحابہ کے حاضر تھا کہ یکایک حضور نے فرمایا
وعلیہم السلام اور صحابہ کرام کو سب کی شہادت سے مطلع فرمایا ہے ہیں۔ وہ
عاشقان رسول جنہوں نے اپنی جانیں دے کر یہ مدارج حاصل کئے۔ امیر فرماتے ہیں
رتبہ شہید عشق کا گر جان جائیے
قربان جانے والے پہ قربان جائیے
اور یہ ہیں اسلم نما لبا ہیوں اور ندویوں کے کارنامے
پس عبرت حاصل کرو اے آنکھ والو۔

# باب ۲۱

## ندوی لہابیوں کے بعد نجدیوں کا نمبر
## ایکدم ستر صحابی نجد لیجا کر شہید کر دیئے

قمر یوں گے بھاگ لشکر اسلام کے غازی
شہیدان وفا جائیں گے دولہا بن کے جنت میں

ہائے افسوس کہ ان دس بے گناہ صحابہ کا خون بہا کر بھی ندویوں اور لہابیوں کے دلوں میں ٹھنڈک نہ پڑی بلکہ ان کی اس کامیابی کو دیکھ کر خاص شیطان کی واحد حاقی یعنی نجد کے ایک لہابی عامر بن مالک نے بھی دربار رسالت میں آکر اپنا محب اسلام ہونا ثابت کیا اور نہایت عاجزی سے درخواست کی کہ آپ ایک جماعت صحابہ کرام کی ہمارے ساتھ روانہ فرمائیں تاکہ وہ نجدیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیں۔ حضور نے فرمایا کہ مجھ کو نجدیوں سے اندیشہ ہے، مجھ کو ان پہ اعتماد نہیں مگر عامر نجدی نے عرب کے دستور کے مطابق ضمانت کی اور سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر ایسے اصحاب کرام جو نہ صرف قاری بلکہ صوفی مشرب تھے۔ ان میں بعض مہاجرین اور اکثر انصار تھے جو دن کو ازواج مطہرات کے حجروں میں لکڑی اور پانی پہنچاتے تھے اور رات کو خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتے۔ ان مقدس ہستیوں کو منذر بن عمر کی ماتحتی میں نجد کی طرف روانہ فرمایا اور ایک خط بھی نجد کے رئیس عامر نجدی کے نام تحریر فرما دیا کہ اس

کو دے دیا جائے۔

جب یہ اصحاب کرام بیر معونہ پہنچے تو عمرو بن امیہ ضمری اور حارث بن صمہ دو دو
سے کر چراگاہ بھیجا اور خط حرام ابن ملحان کو دیا کہ وہ عامر کو پہنچائیں۔

# حرام ابن ملحان کی شہادت

حرام ابن ملحان دو صحابیوں کو ساتھ لے کر بنی عامر نجد کے پاس پہنچے
اور فرمایا کہ میں رسول اللہ کا قاصد ہوں اور دنیا میں پیغام لانے والے محفوظ
ہوتے ہیں، کیا مجھ کو بھی تم اجازت دیتے ہو؟ یہ سنتے ہی ایک نجدی لہابی نے
حرام ابن ملحان کی پیٹھ میں ایسا نیزہ مارا کہ کلیجہ توڑتا ہوا پار نکل گیا اور وہ
فزت و رب الکعبہ خدا کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔
کہتے ہوئے گرے اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔

بعد ازاں نجدی لہابیوں نے چند قبیلے کے لوگوں کو جمع کیا اور ایک زبردست
لشکر شیطانی تیار کر کے صحابہ کرام کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

یہ اصحاب رسول جنگ کی غرض سے تو آئے نہ تھے جو ان کے ساتھ کافی
سامان حرب ہوتا مگر پھر بھی بیچارے خوب لڑے آخر کار سب نے جام شہادت
نوش فرمایا اور اس بوستان رسالت کا ایک پودا بھی تھوڑی دیر کے بعد بیر معونہ
میں نظر نہ آیا۔

جب عمرو بن اُمیہ اور حارث چراگاہ سے اونٹ لے کر واپس ہوئے
تو دیکھا کہ شہیدوں کی لاشیں پڑی ہیں چیلوں اور کوؤں کا ہجوم ہے۔ آنکھوں

کے پیچھے اندھیرا آ گیا اور اسی جوش میں جو مردود وہابی نجدی نظر آیا اس پر حملہ کر دیا
آخر حارث بھی شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری اپنی محرومی شہادت پر کف
افسوس ملتے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور حضور سے سب
واقعہ بیان کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ اس موقع پر حضور ان واقعات کو سن کر بہت
روئے اور شہیدوں کے لیے دعا فرمائی۔

مسلمانو! سنا تم نے یہ ہیں نجدیوں اور وہابیوں کے کارنامے اور دردیلی
کے دل ہلا دینے والے افسانے فاعتبروا یا اولی الابصار جس میں عبرت حاصل
کرو اے آنکھ والے

یہ افسانے نہیں ہیں نجدیوں کے کارنامے ہیں
عزازیلی وہابی نجدیوں کے کارنامے ہیں

## باب ۲۲

# مسلم نما وہابیوں کا حملہ عزت رسول پر

کیا نجدیو مٹاؤ گے عظمت رسول کی
اللہ نے بڑھائی ہے عزت رسول کی

ان نجدی شیطانوں اور مسلم نما وہابیوں نے صرف حضور کے اصحاب
کرام ہی تک اپنے حملوں کو محدود نہیں رکھا بلکہ آپ کی عزت پاک پر بھی حملہ کرنے

سے باز نہ رہے۔ آہ وہ آپ کی زوجہ مطہرہ جن کا مبارک لقب صدیقہ تھا۔ جو حضور کی سب سے زیادہ محبوبہ تھیں، اور جس کے لحاف میں آپ پر وحی کا نزول ہوتا تھا ان پر ایک شرمناک الزام لگایا۔

مسلمانوں خیال تو کرو ان کی پاک دامنی پر دھبہ لگانے کی کوشش کرنا ان کے خلاف لب کشائی کرنا نہ صرف ان کے بلکہ حضور کے لیے بھی کس قدر تکلیف دہ بات تھی۔ اگر فرماتے ہیں کہ صدیقہ بے گناہ ہیں تو کہا جاتا ہے۔ گھر کا معاملہ تھا۔ کیسا پردہ ڈالا۔ اگر سکوت فرماتے ہیں تو مسلم نما لہابی اور ندوی بغلیں بجاتے ہیں کہ کہاں گیا وہ قرآنی فیصلہ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ کہ اے لوگو اللہ تم کو غیبی باتوں سے آگاہ نہیں فرماتا بلکہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چن لیتا ہے اس کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔

دیکھو اگر آپ خدا کے چنے ہوئے رسول ہوتے تو آپ کو علم غیب عطا فرماتا۔ آپ کو معلوم نہ ہو جاتا کہ صدیقہ بے گناہ ہیں۔

الغرض حضور کے اور آپ کے چاہنے والوں کے لیے یہ بڑا نازک وقت تھا چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول سے بھی ثابت ہے[1] کہ حضور کو ان مسلم نما لہابیوں کی باتوں سے بے حد رنج و قلق ہوا آخر کار وہ وقت آیا کہ خدا نے سورۂ نور نازل فرمایا جب کہیں جا کے یہ قصہ پاک ہوا مگر افسوس کہ آج تک بھی بعض لہابی ندوی جو دیکھنے میں بڑے بڑے عالم اور دین پرست معلوم ہوتے ہیں۔

---

[1] دیکھو تفریح الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب ماخوذ از مرج البحرین از ابو الفرج الصفی ... ۱۰ بیرہ

حضرت صدیقہ کا قصہ بار بار خوب مزے لے لے کر بیان کرتے اور حضور کے علم غیب سے انکار کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

نبی کے علم غیب پاک سے ان کا پھر اس پر مزے لے لے کے صدیقہ کا قصہ بھی سناتے ہیں۔

# باب ۲۳

## مسلم نما لہابیوں کا حملہ عدل رسول پر سر جلسہ آپ کی توہین اور انصاف کی نصیحت

حضرت صدیقہ پر الزام لگانے کے بعد بھی ان مسلم نما لہابیوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ بلکہ ان نجدیوں نے حضور سے زیادہ اپنا منصف ہونا ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش کی۔ چنانچہ ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یمن کا آیا ہوا مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں کہ اتنے میں ایک مسلم نما لہابی امام الخوارج اٹھا اور کہنے لگا کہ

اِعْدِلْ یَا مُحَمَّدُ اے محمد خدا سے ڈر اور انصاف کر۔

حضور نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری اگر میں نہ انصاف کروں گا تو دنیا میں کون انصاف کرے گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا سر منبر توہین اور حضور کو انصاف کی نصیحت کرنا بہت ناگوار ہوا آپ کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور

تلوار نیام سے نکال کر چاہا کہ اس بکنے والے ذوالخویصرہ یمانی کو ابولہب کے پاس پہنچا دیا جائے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور فرمایا کہ اس کو قتل نہ کرو یہ تو وہ ہے کہ جس کے ہم خیال اور ہم عقیدہ اور جس کے پیرو ایسے ایسے پیدا ہوں گے کہ جن کی نماز اور روزہ کے سامنے تم اپنے نماز و روزے کو ہیچ سمجھو گے۔ لیکن اے اے میرے سب صحابیو کہ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے نشانے سے تیر کہ اس میں کوئی شکار کا اثر معلوم نہیں ہوتا۔ یعنی ان نمازیوں روزہ داروں اور قرآن پڑھنے والوں کو اسلام سے کوئی سروکار اور دور کا لگاؤ بھی نہ رہے گا

اگر میں نے ان کو پایا تو قوم عاد کے کفار کی طرح ان کو قتل کروں گا۔ مگر نہیں اے علی تم ان کو پاؤ گے تو دیکھو تم ان کے ساتھ کوئی رعایت اور ان کے نماز روزے کا خیال نہ کرنا۔[1]

## فرقہ نجدیہ دجال کا لشکری بنے گا

آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ برابر نکلتے رہیں گے اور مسلمانوں پہ خروج کریں گے یہاں تک کہ ان کی آخری ٹولی مسیح دجال کی معیت میں نکلے گی۔[1]

چنانچہ خوارج کی جنگ میں اس کی تصدیق ہوئی اور امام الخوارج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اور یہ یمانی ابولہب کے پاس پہنچا فرق یہ ہے کہ وہ گھٹے پہ ہے اور یہ چھٹے کے درجے میں ہے۔ مصداق ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔

---

[1] بخاری و مسلم وغیرہ

یعنی سم محابہا بی جہنم کے نیچے کے طبقے میں ہوں گے۔ لیکن ابو لہب بھی بچا رسے کی کچھ مدد نہ کر سکے گا۔

ابھی تم نے سنا کہ یہ سارے لہابی ونمردی اصل میں شیطان کی ذریت ہیں۔ انہی کے دم سے شیطان کا نام بلند ہے۔ انہی کے پیشوا نے سجدۂ آدم سے انکار کیا حالانکہ خدا کو ہزاروں سجدے کئے مگر سب بیکار گئے۔ انہی کے اگلے بزرگوں نے سارے پیغمبروں کو اپنا جیسا بشر سمجھا اور کہا اور کہلوایا انہیں کے بڑھوں نے حضرت عزیز کو شہید کیا ناقہ صالح کی کونچیں کاٹیں۔ ابراہیم خلیل اللہ کے لیے آتش کدہ تیار کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ کی قوم جبابرہ سے مقابلے کے وقت کہہ دیا کہ آپ اور آپ کا خدا جنگ کریں۔ ہم یہاں لڈو کھانے کو بیٹھے ہیں۔ ہم خدا خدا کی جنگ میں کہاں کودیں۔ ہم بندے ہیں ہم کو اتنا علم نہیں۔ فرعون بھی اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کے نعرے لگاتا ہے اور خدا بھی اَنَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ پکارتا ہے۔ ہم کس مانیں کس نہ مانیں۔ انہیں کے بزرگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوب ستایا اور لڑائیاں لڑے۔

انہی کے پیشواؤں نے مسیلمہ کذاب کا ساتھ دیا اور بعض نے صاف کہہ دیا کہ یہ رسول رسول کی جنگ ہے۔ ہم جاہل احمق کس کو سچا مانیں کس کو جھوٹا ہم اپنا کام کاج چھوڑ کر کہاں جنگ میں کودتے پھریں۔ ہمارے نزدیک دونوں اچھے ہیں نہ ان کو برا کہنا تو بہت بری بات ہے جیسے آج کہہ دیتے ہیں کہ یہ مولوی مولوی کی جنگ ہے

---

۱؎ اس حدیث کو امام نسائی اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

۲؎ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔ دیکھو پارہ ۲۵ رکوع ۱۶۔

ہم سب پڑھے لکھے آدمی کس کو اچھا اور سچا مانیں۔

انہیں کے رہنماؤں نے حضرت صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور جب کان جوتے پڑے اور صدیق اکبر نے تلوار اٹھائی تو سب کے سب یا مارے گئے یا مکر سے جان بچائی۔ انہی کے اگلوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بدعتی ہونے کا الزام لگایا[1] اور پھر حضرت عثمان کو بدعتی بتا کر آخر ان کو شہید کر ڈالا جن کا واقعہ شہادت بہت دردناک اور تفصیل طلب ہے۔ انہی نمازی پرہیزگار روزہ داروں اور قرآن کی تلاوت کرنے والوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بدعت کے بعد مشرک شرک کا غل مچایا جس کا سلسلہ ابھی تک قائم ہے۔

انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو مشرک اور بدعتی کہا حتیٰ کہ ان کو زہر ہلاہل دے کر یا دلا کر شہید کرا دیا۔

انہی کے رہنماؤں نے یزیدی روپ میں آکر امام عالی مقام اور آپ کے بچوں کو تشنہ پا کر اور پانی کے ایک ایک بوند کو ترسا ترسا کر بے گناہ سجدے میں شہید کر ڈالا۔ اہل بیت اطہار کو در بدر پھرایا سر مبارک کو نیزہ پہ چڑھایا حضرت امام زین العابدین حضرت امام باقر امام جعفر صادق شہید پر کیسے کیسے ظلم کئے۔

اسی گروہ شیطانی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی جب کہ ایک نجدی نے آکر حضور سے درخواست کی کہ ہمارے نجد کے لیے دعا فرمائیے تو مخبر صادق نے فرمایا۔

اللھم بارک لنا فی شامنا اے اللہ ہمارے ملک شام اور یمن میں برکتیں فرما۔

---

[1] دیکھو تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ

حضور نے ان بد نصیبوں کے حق میں دعا نہ فرمائی اور جب بار بار انہوں نے کہا کہ وفی نجدنا یعنی ہمارے نجد کے لیے دعا کیجیے تو مخبر صادق نے فرمایا کہ

هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ٥

وہاں مذہبی زلزلے آئیں گے وہاں فتنے اٹھیں گے اور وہاں شیطان کی جماعت نکلے گی۔

# باب ۲۴

# پرانے لہابی اور نئے دیوبندی وہابیوں کے روپ میں

پہلے استاد ملک عاشق رحمان بنے بعد لڑکے اللہ سے پھر نجدی وشیطان بنے

بعد ازاں نئے دیوبندی بنے دشمن قرآن بنے ٥ پھر دکھانے کیلئے سب کو مسلمان بنے

## کس طرح روپ بدلتے ہیں بدلنے والے

تقریباً بارہ سو برس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی پوری ہوئی اور مخبر صادق کی خبر صادق کے مطابق نجد سے فرقہ وہابیہ کا ظہور ہوا۔ جس کا موجد اور بانی عبدالوہاب نجدی تھا جس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ ہجری ۱۱۱۱ھ

میں جب شاہ روم سلطان عبدالحمید خاں کا انتقال ہوا اس وقت سلطان مرحوم کے
بھتیجے سلطان سلیم ثالث نے شاہ مرحوم کے صاحبزادوں کو قید کرکے خود چچا کے تخت و
تاج پر قبضہ کر لیا اور ان ارکان سلطنت اور امراء و وزراء کو جو شاہ مرحوم کے بہی خواہ
اور ہمدرد تھے، محض اس خیال فاسد سے قتل کو شاید یہ لوگ شاہ مرحوم کے
صاحبزادوں کی ہمدردی میں میری مخالفت کریں، اچانک قتل کروا دیا اور دن
پر رات دن مظالم کرنے لگا جس کی وجہ سے مملکت روم میں خلل واقع ہوگیا۔ تمام
وہ صوبے جو ترکوں کی اصطلاح میں پاشا کہلاتے جاتے تھے اور تمام وہ ماتحت
بادشاہ جو حکومت روم کو خراج ادا کیا کرتے تھے، مملکت روم کی بدنظمی اور
اس کی کمزوری دیکھ کر بغاوت کرنے لگے اور مطلق العنان بادشاہ بن بیٹھے آپس
میں قتل و قتال اور جنگ و جدال شروع ہوگیا۔ ہر طاقتور کمزور کے علاقے پر نظریں
ڈالنے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام وہ حکومتیں جو سلطنت روم کے زیر اقتدار تھیں کمزور
ہوگئیں، ہر کس و ناکس کو حکومت و بادشاہت کا شوق چرّایا۔ جس کے ساتھ
چند غنڈے جمع ہوگئے اس نے جس کے علاقہ پر چاہا چھاپا مارا اور قبضہ کر لیا۔

اس زمانہ میں حجاز اہل بیت رسول میں سے کسی کی حکومت ہوا کرتی تھی وہاں
کا حاکم شریف مکہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس علاقہ میں اتنی آمدنی نہ تھی
جو ملک کے نظم و نسق کے لیے کفایت کر سکتی، شاہ روم نقد و جنس کے ذریعہ اہل
حجاز کی مدد کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ چونکہ حرمین شریفین جملہ اہل اسلام کے نزدیک
محترم ہیں۔ اس لیے روم کے ماتحت حکومتیں بھی اہل حجاز کی امداد سے دریغ نہ کرتی
تھیں۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ حجاز کے علاقہ میں اگر کوئی سرکشی کرتا

چاہتا یا حملہ کرنے کا ارادہ کرتا تو شریف یعنی حاکم حجاز کے اشارے پر شاہ روم حجاز کی حفاظت کے لیے فوجیں بھیج دیتے اور ہر ممکن طریقے سے امداد کرتے گویا یہ سمجھے کہ روم اور اس کے ارد گرد و نواح کی تمام چھوٹی بڑی سلطنتیں حکومت حجاز کی پشت پناہی کے لیے تیار رہتی تھیں اور شریف مکہ ان طاقتوں کی پشت پناہی کی وجہ سے مطمئن تھے اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے جب روم کی مملکت میں خلفشار پیدا ہو گیا اور وہاں کا نظم و نسق بگڑ گیا۔ نیز وہاں کے دیگر امراء سلاطین خود بھی کمزور ہو کر اپنی پریشانیوں میں گرفتار ہو گئے تو اس کا اثر مملکت حجاز پر بھی پڑا۔ اشرار نے یہ سمجھ کر کہ مملکت حجاز کی پشت پناہ حکومتیں خود کمزور ہو چکی ہیں۔ ناجائز فائدہ اٹھانے کی نیت سے نئے نئے فتنے پیدا کیے۔ ان فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ نجدیوں وہابیوں کا فتنہ تھا۔ اہل حجاز نے یزید اور حجاج کے مظالم جو کانوں سے سنے تھے۔ نجدیوں کی بدولت اپنی آنکھوں سے دیکھے یعنی فرقہ وہابیہ کے امام عبدالوہاب نجدی نے جو نجد کا انتہائی عیار اور ہوشیار رئیس تھا بادشاہی کا خواب دیکھنا شروع کیا اور اپنے خواب کو جامۂ تعبیر پہنانے کے لیے یہ طے کیا کہ دین و مذہب کے نام پر ایک جماعت تیار کر کے مکہ و مدینہ اور حجاز کے دوسرے علاقوں پر قبضہ کرے۔ چنانچہ امام الوہابیہ عبدالوہاب نجدی نے نجد کے گرد و نواح قصبات اور دیہات میں جا کر توحید اور نماز کے وعظ کہنا شروع کئے اور لوگوں کو یاد دلایا کہ اس زمانہ میں تمام مسلمان شرک میں مبتلا ہیں اور توحید کو فراموش کر چکے ہیں۔ عام لوگ کلمہ طیبہ اور نماز کے سبز باغ دیکھ کر عبدالوہاب کے مرید معتقد اور پیرو ہو گئے۔ رفتہ رفتہ اس کی جماعت ہزاروں کی تعداد کو پہنچ گئی جب

اس نے دیکھا کہ اپنی طاقت مضبوط ہو گئی تو لوگوں سے کہا کہ مسلمانوں کا ایک امیر
ہونا چاہیے ضروری ہے سب نے بالاتفاق منظور کیا اور کہا کہ آپ سے زیادہ اس
امارت کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے۔ چنانچہ امام الوہابیہ عبدالوہاب نجدی
نے اپنے لیے اپنی جماعت سے بیعت لی۔ خطبہ میں بادشاہ کی جگہ اپنا نام داخل
کیا اور اپنے وطن نجد کو پایۂ تخت یعنی راجدھانی بنایا اور اپنی اولاد اور اقارب
کو حکام مقرر کر کے اپنے جدید مذہب (وہابیہ) کی تشکیل میں مصروف ہو گیا۔
اور اہل سنت و جماعت کو مشرک بنانے کے لیے کچھ مسائل و اعتقادات فرقۂ
معتزلہ کے کچھ خارجیوں کے اور کچھ فرقۂ ظاہریہ کے لے کر اور کچھ اپنے دل
سے جوڑ کر ایک کتاب لکھی۔ پھر اس کے لڑکے محمد بن عبدالوہاب نے اس میں
کچھ اضافہ کیا اور اس کا نام کتاب التوحید رکھا جس میں تمام امت محمدیہ
کو کافر و مشرک بنایا خصوصاً حرمین شریفین کے رہنے والوں کو مشرک بنا کر انکا
جان و مال حلال کیا۔ اس کے بعد ۱۲۲۱ھ میں جمع کثیر اور جم غفیر کے ساتھ سلطان
سلیم ثالث کے آخری ایام میں حملہ کیا۔ شریف مکہ کو لوگوں نے مشورہ دیا کہ ترک
فوج کو مصر و شام سے بلوا لیجئے یا عرب کے قبائل کو جمع کر لیجئے اور نجدیوں کا
مقابلہ کیجئے۔ شریف مکہ نے محض اس خیال سے کہ مسلمانوں کو حرم سے کیونکر منع
کروں۔ ان کو روکنا گوارہ نہ کیا۔ اہل حجاز نے ہر چند سمجھایا لیکن شریف مکہ نے ان
کے متعلق حسن ظن سے کام لیا اور کچھ بھی خیال نہ کیا۔ یہاں تک کہ نجدی قرن المنازل
تک آ گئے۔ وہاں سے محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مکہ کو چھوڑا اور طائف پر حملہ آور
ہو گیا اور چاروں طرف سے گھیر کر اہل طائف کو قتل کیا اور ان کے مال و متاع
کو لوٹا۔ نہ چھوٹا دیکھا نہ بڑا۔ نہ جوان دیکھا نہ بوڑھا۔ نہ عورت دیکھی، نہ مرد، جو

سامنے آگیا اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا حضرت عبداللہ بن عباس کی مسجد کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا، آثار متبرکہ کو مٹا دیا۔ الغرض لوٹ مار کے بعد وہاں کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا، یہ اطلاعات شریف مکہ کو پہنچیں اور معلوم ہوا کہ نجدی اب مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ ایک یوم قبل کتاب التوحید علماء مکہ کے ہاتھ آئی جس کو دیکھ کر علمائے مکہ نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا لیکن اب کیا ہوتا فرصت کہاں تھی شریف مکہ کو اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا کہ وہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ شریف مکہ چند غلاموں کو ساتھ لے کر راہی جدہ ہوگئے اور وہاں کے قلعہ میں پناہ لی۔ نجدیوں نے انتہائی سفاکی اور بے دردی کے ساتھ مسجد حرام میں گھس کر ان لوگوں کو جو حرم محترم میں پناہ لینے کے لیے پہنچے تھے قتل کیا اور حرم محترم کا کچھ احترام ملحوظ نہ رکھا۔ شریف اور اہل مکہ کے اموال کثیرہ کو اپنے قبضہ میں کیا پھر جس طرح مکہ معظمہ میں قتل و قتال کیا تھا اسی طرح مدینہ منورہ میں بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کو قتل کیا یہ صرف اس لیے تھا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مذہب کے مطابق تمام اہل اسلام مشرک، بدعتی اور مباح الدم تھے الغرض اسی طرح چند روز ان بد مذہبوں کا دور حکومت رہا۔ پھر سلطان محمود خاں پسر سلطان عبدالحمید خاں مرحوم نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی یہ شخص نیک دل اور باخدا آدمی تھا، اس نے پہلے اپنی حکومت کو مضبوط کیا پھر محمد علی پاشا والی مصر کو نجدیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا انہوں نے ابراہیم پاشا کو حجاز کی طرف روانہ کیا اس نے آکر ایسا تدارک کیا کہ حجاز کو نجدیوں وہابیوں سے خالی کرا دیا اور ان بد مذہبوں کو نجد کی طرف نکال بھگایا چنانچہ علامہ محمد بن عابدین شامی رحمۃ اللہ

علیہ نے کچھ تذکرہ اس واقعہ کا فرمایا ہے۔ رد المحتار شرح در مختار کی جلد ۳ کتاب الجہاد باب البغاۃ میں خارجیوں کے بیان میں فرماتے ہیں کہ

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمُ اعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ فَاسْتَبَاحُوا بِذٰلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَابَ بِلَادِهِمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَثَلٰثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَأَلْفٍ۔

خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں پیروان عبدالوہاب سے واقع ہوا جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین شریفین پر غلبہ حاصل کیا۔ وہ اپنے آپ کو بظاہر حنبلی کہتے تھے۔ لیکن ان کا یہ اعتقاد تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کی مخالفت کریں وہ سب مشرک۔ اسی وجہ سے انہوں نے اہلسنت اور علماء اہل سنت کے قتل کرنے کو مباح اور جائز قرار دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو توڑ دیا اور ان کے شہروں کو خراب اور ویران کر دیا اور مسلمانوں کے لشکروں کو ان وہابیوں پر ۱۲۳۳ھ میں غالب فرمایا۔

## ہندوستان میں وہابیت کا شیوع

تیرھویں صدی میں ہندوستان کے مشہور شہر دہلی کے خاندان عزیزی میں جو علمی اعتبار سے ایک مشہور خاندان تھا۔ ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام محمد اسمٰعیل تھا۔ ذہین اور طباع تھا۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سیر و سیاحت کا شوق ہوا۔ ارادہ حج

بیت اللہ سے حجاز کا سفر کیا اور حجاز پہنچ گئے۔ بعض اوقات انتہائی ذہانت اور طباعی بھی انسان کی دینی تباہی اور ایمان کی بربادی کا باعث ہو جاتی ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کو وہابیہ کی مشہور کتاب کتاب التوحید مل گئی۔ طبیعت جدت پسند تھی۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد پسند آ گئے۔ کتاب التوحید کو حاصل کر لیا اور خود اس کا ترجمہ کیا اور اس ترجمہ کا نام تقویۃ الایمان رکھا جو آج بھی ہر وہابی کے گھر میں موجود اور ان کے کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔ مولوی اسمٰعیل نے نجدی کی اتباع میں تمام ان آیات قرآنی کو جو مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پہ ڈھال کر شرک کی بوچھاڑ شروع کر دی اور عامۃ المسلمین کو مشرک قرار دیا۔ بزرگان دین اور انبیاء و اولیاء کی شان اقدس میں جو گستاخیاں کی ہیں۔ ان کے بیان اور تفصیل کے لیے دفتر درکار ہے۔ انبیاء اور اولیاء کو اگر کسی جگہ چوڑے چمار سے بدتر بتایا تو دوسری جگہ ذرہ ناچیز سے کمتر دکھایا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ الغرض بمصداق طابق النعل بالنعل جو کچھ امام اول شیخ نجدی نے کتاب التوحید میں لکھا وہ سب کچھ بلکہ اس سے زیادہ مولوی اسمٰعیل نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھی اور اشاعت وہابیت کے سلسلہ میں ان کا وہی طور و طریقہ رہا جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا طریقہ تھا۔ نجدی نے اپنی بیعت لے کر مذہب کے نام پر ایک جماعت بنائی اور جہاد کے نام سے خروج کیا مولوی اسمٰعیل نے اپنے پیر سید احمد بریلوی کی آڑ لی اور بیعت جہاد لیکر جماعت بنائی اور مجاہدین کو میدان میں نکالے خدا جانتا ہے کہ کیا کیا ارادے تھے۔ اور کیسے کیسے منصوبے لے کر مجاہدانہ لباس میں ملبوس ہوئے تھے لیکن افسوس یہ ہے کہ

دل کی تمنا دل میں ہی رہی۔ پیر و مرید کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے پایا تھا کہ سکھ
سفاک نے ہر دو پیر اور مرید یعنی سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل کو قتل کر دیا۔
اب ہندوستان میں وہابیت کا بظاہر کوئی سرپرست نظر نہ آرہا تھا اس لیے کوئی
وہابیت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کرتا تھا۔ تھوڑی مدت کے بعد چند
ایسے لوگوں نے جن کو وہابیت دل سے محبوب تھی۔ پھر وہابیت کا گھر بسانے
کی کوشش کی اور ایک ایسا مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ کیا جہاں بظاہر فروعات
میں کتب حنفیہ کی تعلیم دی جائے لیکن عقائد میں عقائد وہابیہ کی اشاعت کی جائے
چنانچہ مدرسہ قائم ہوا۔ اس مدرسہ کے علماء، مدرسین اور سرپرستوں نے پہلا کلام
یہ کیا کہ نجدی کے عقائد کی تعریف اور تحسین فرمائی اور اشارۃً اپنے عقائد
کی کیفیت بتادی اور مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کہ ان کے عقائد وہی ہیں جو وہابیہ
کے عقائد ہیں۔ اب کیا تھا عوام اہلسنت بھانپ گئے۔ علمائے اہلسنت نے
ان کے عقائد کی تصریح کر دی اور مسلمانوں کو صاف صاف بتادیا کہ عقائد کے
اعتبار سے یہ بھی وہابی ہیں۔ مسلمان ان سے متنفر ہو گئے۔ ان لوگوں کو نہ
اہل سنت کی مساجد میں امامت کی جگہ ملی نہ اہل سنت کے مدارس میں مدرسی
کا منصب مل سکتا تھا نہ وہابیہ کی تقریریں سننے کو تیار تھے نہ ان کی کتابیں دیکھنے
کے روادار تھے۔ الغرض وہابیت مسلمانوں میں مقبول نہ ہو سکی اور تقریباً ڈیڑھ
صدی گزرنے کے باوجود وہابیوں کی سعی و کوشش ناکام رہی اس ناکامی کو دیکھ
کر جماعت وہابیہ میں سے ایک شخص مولوی الیاس نامی نے ایک جماعت قائم
کی اور اس کا نام تبلیغی جماعت رکھا۔ وہابیہ کا لٹریچر تیار کرایا وہابی علماء کو

دعوت دے کر شریک کیا اور چند ایسے اصول مرتب کئے جن کے ذریعہ وہابیت کی اشاعت میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور عوام بڑی خوشی سے ان کے عقائد کو قبول کریں۔ یہ جماعت آجکل کلمہ اور نماز کا وعظ سنا کر عوام اہل سنت کو اپنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ بظاہر دعویٰ یہ ہے کہ ہمیں کسی کے عقائد سے بحث نہیں لیکن آپ نے بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کے ملفوظات اور مکتوبات دیکھنے اور سننے کے بعد خود بھی اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ ان کا ارادہ کلمہ اور نماز کی اصلاح نہیں بلکہ عوام کو اپنا ہمخیال اور ہمعقیدہ بنا کر وہابیت کی ترویج و اشاعت مقصود ہے۔

# تبلیغی جماعت کو تقیہ کی تعلیم

کسی جماعت کا اپنے عقائد کو چھپانا اور بظاہر اخفا کرنا اس جماعت کے عقائد کے بطلان کی روشن دلیل ہے۔ ہم اس سلسلہ میں جب تبلیغی جماعت کے طریق عمل کا جائزہ لیتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ جب کسی اجنبی جگہ جاتے ہیں تو اپنے مخصوص عقائد اور خیالات کا بالکل اظہار نہیں کرتے بلکہ ان اعمال مستحبہ کو جو عوام اہل سنت اور وہابیہ کے مابین امتیاز کا ذریعہ ہیں اور وہابیہ ان اعمال کے متعلق ممنوع ناجائز اور بدعت ہونے کی تصریح کر چکے ہیں یہ لوگ اپنے عقیدہ میں ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں۔ موقع پڑنے پر کر بھی لیتے ہیں۔ اس کے بعد جب عوام اہلسنت کو اپنانے اور مانوس بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو رفتہ رفتہ اپنے مخصوص عقائد اور خیالات کا جام پلا کر ایسا مدہوش

بنا دیتے ہیں کہ پھر انہیں اپنے عقائد پر غور و فکر کرنے کا ہوش ہی نہیں ہوتا۔
اس سلسلہ میں ہم نے جب تبلیغی جماعت کے مخصوص مبلغین کی تالیفات کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت کا اپنے عقائد کو چھپانا اور مخفی رکھنا جماعت کے عوام کا ہی طریقہ نہیں بلکہ بانی جماعت کی طرف سے ان کو تقیہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ جو عوام کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد صرف کلمہ اور نماز کی اصلاح کرنا ہے۔ بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کی یہ ہی تعلیم ہے کہ عوام کو یہ یاد کرایا جائے۔ بانی جماعت مولوی الیاس لکھتے ہیں ملاحظہ ہو مکاتیب مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی ص۱۲۳

"تمام ملک کے جلسوں اور مجامع میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کر لیا جائے کہ جو قوم کلمۂ طیبہ اور نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح اور کلمۂ شہادت کے مضمون پر اب تک پوری طرح مطلع نہ ہوئی جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تبلیغی جماعت کا ظاہری اشتہار اور اعلان صرف یہ ہے کہ سب سے مقدم کلمہ اور نماز ہے اور ہمارا مقصد اسکی اصلاح کرنا ہے۔ چنانچہ یہ ہی کلمات تبلیغی جماعت کے عام افراد کی زبانوں پر ہیں کہ ہمیں کسی کے عقائد سے بحث نہیں ہم صرف کلمہ اور نماز کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ محض تقیہ ہے۔ ان کے ارادے بہت وسیع ہیں۔ چنانچہ بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کے ملفوظات ملاحظہ ہوں۔

ملفوظات مرتبہ مولوی منظور نعمانی صہ ۲

"ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے۔ جمیع ما جاء بہ النبی سکھانا رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغ گشت سو یہ اس مقصد کے لیے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ اور نماز کی تلقین و تعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی الف ب ات ہے۔"

پھر ملاحظہ ہو صہ

"ہماری اس تحریک کا اصل مقصد اس وقت یعنی دین کی طلب و قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہے نہ کہ صرف کلمہ اور نماز وغیرہ کی تصحیح و تلقین۔"

بلاشبہ وہابیہ کے نزدیک جمیع ما جاء بہ النبی ہی انکے عقائد بھی ہیں ان کے نزدیک دین وہی ہے جو ان کے خیالات اور عقائد ہیں نیز ان کے نزدیک عوام کی اصلاح کا مطلب بھی یہی ہے کہ عوام کو اپنے رنگ میں رنگ لیا جائے۔ اس لیے کہ عوام جب تک ان کے ہم خیال اور ہم عقیدہ نہ بن جائیں گے۔ ان کے نزدیک قابل اصلاح رہیں گے۔

پھر ملاحظہ ہو مکاتیب مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی صہ

"بہر کیف تقریر و تحریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جن سے اندیشہ و خطرہ ہو فساد کا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدظنی بڑھے۔"

عبارت صاف ہے، ہر سمجھدار غور کرے کہ کن خیالات کے اظہار سے منع کیا جا رہا ہے اور وہ کونسے ایسے خیالات اور معتقدات ہیں جن کے اظہار سے عوام کی بدظنی اور بدگمانی کا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔

مسلمانو! دیکھو یہ ہے تقیہ کی تعلیم۔ مقصد یہ ہے کہ اگر تم نے اپنے مخصوص عقائد کا عوام کے سامنے شروع میں اظہار کر دیا تو لوگ بدظن ہو جائیں گے اور وہابیت کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اس لیے اپنے خیالات کا شروع میں ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے [1]

نوٹ:- جس طرح چاچے گڈ اور قیشے بدو وغیرہ کے اعداد بحساب ابجد ۲۴ ہوتے ہیں۔ اسی طرح قسمت سے وہابی کے اعداد بھی ۲۴ ہوتے ہیں۔ لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ ان کا حال بھی باب نمبر ۲۴ ہی میں لکھا جائے۔ اب ذرا آگے ہاتھوں ہندوستانی وہابیوں کے چند عقائد بھی ملاحظہ ہوں۔

## اللہ تعالیٰ کے متعلق سچے اور جھوٹے ہونے میں اختلاف

شرک و بدعت، وحدت، شیطان و تکفیر سلف بس انہی دو چار باتوں پر قرآن کو نازے ہے

**عقیدہ نمبر ۱** وہابیہ کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ چنانچہ امام الوہابیہ

[1] دیکھو جرائم الوہابیہ مصنفہ مولانا رضوان الرحمن صاحب مفتی اندور و فروستی لکھنؤ سے طلب فرمائیے قیمت ۶/

مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے رسالہ یکروزی میں لکھتے ہیں۔

ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے (یک روزی ص۱۴۵)

اسی عقیدہ سے کہ باجمیں قاطعہ میں بانی تبلیغی جماعت کے مرشد ثانی مولوی خلیل احمد و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی اس طرح لکھتے ہیں۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہے۔

**عقیدہ ۲۷**۔ وہابیہ کے نزدیک خدائے تعالیٰ کے لیے زمان و مکان و جہت ماننے کے قائل ہیں مولوی اسمٰعیل دہلوی کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور دیدار بلا وجہت ماننا از قبیل بدعات ہے۔

(ایضاح الحق فارسی ص۳۵) ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ زمان و مکان اور جہت سے پاک ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بکواس

**عقیدہ ۲۸**۔ وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتا ہے چنانچہ مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبندی اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۳ پر یہ بکواس کرتے ہیں کہ

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

اسی قسم کی عبارتیں تحذیر الناس سے لے کر قادیانی آجکل اپنے ناپاک مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ مسلمان لا نبی بعدی کے قائل ہیں۔

**عقیدہ ۲۹** وہابیہ کے نزدیک نماز میں رسول پاک کا خیال آجانا اپنے گائے اور گدھے کے خیال سے بدتر ہے۔ چنانچہ اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ (مسلمان حضور کے تصور کو روح نماز سمجھتے ہیں۔

عقیدہ ۳۔ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ رسول پاک مر کر مٹی میں مل گئے۔

چنانچہ تقویۃ الایمان میں ہے۔ "یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" مسلمان حیات النبی کے قائل ہیں۔

عقیدہ ۴۔ وہابیہ کے نزدیک رحمۃ للعالمین حضور کی خاص صفت نہیں دوسروں کو بھی کہہ سکتے ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلعم کی نہیں ہے۔ انبیا اور علما بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صلا

عقیدہ ۵، وہابیہ شفاعت کے بھی منکر ہیں۔ چنانچہ تقویۃ الایمان میں ہر قسم کی شفاعت سے انکار کر کے لکھتے ہیں۔

محبت کے سبب سفارش قبول کرے، اس قسم کی شفاعت بھی خدا کے دربار میں کسی طرح ممکن نہیں جو کسی کو اس قسم کا شفیع سمجھے ویسا ہی مشرک ہے۔ تقویۃ الایمان ص۳۹

عقیدہ ۶، وہابیہ کے نزدیک رسول اللہ خدا کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ چنانچہ مولوی اسمعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے تقویۃ الایمان صہ۱۴

مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی شان کے آگے خدا کا عظمت والا رسول جانتے اور مانتے ہیں۔

عقیدہ ۹۔ وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے رسول بالکل بے اختیار ہیں چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں صہ۲۹

وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بڑے بھائی کے برابر ہے۔ چنانچہ یہی صاحب لکھتے ہیں کہ انبیاء بھی سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہیں۔

مسلمان اپنا بڑا بھائی کہنا تو در کنار اپنے ماں باپ کو بھی حضور پر قربان کرتے ہیں چنانچہ صحابہ کرام کا تکیہ کلام تھا کہ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ عربی

عقیدہ ۱۰۔ وہابیہ کے نزدیک غیر رسول کو رسول سمجھنا باعث تسلی اور اتباع شریعت ہے۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی اپنے ایک مرید کے جواب میں جس نے سوتے میں لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ لکھا تھا اور جاگتے ہیں۔ اللھم صل علی سیدنا ونبینا اشرف علی کا وظیفہ جپا اور اپنا واقعہ اشرف علی کو لکھ بھیجا تو اس کے جواب میں اشرف علی نے لکھا۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت

ہے۔ الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ از تھانہ بھون ص۳۵

ہم نے مصداق آیت کریمہ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ صرف دس عقیدے ان وہابیوں کے لکھ دیئے ہیں جو ہندوستان میں دیوبندیوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ورنہ ہزاروں عقائد ایسے ہیں جو اہلسنت کے خلاف ہیں اور یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ جب خداوند تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ایسے مردود اور ناپاک عقائد اس فرقۂ باطل کے ہیں تو صحابہ کرام اولیائے عظام شہدائے ذوی الاحترام اور عام مسلمانوں کے متعلق اس کے کیا خیالات ہوں گے اور پھر ان کے مزارات کے متعلق کیا کیا عداوتیں ان کے ناپاک دلوں میں بھری ہوں گی اور اپنے اپنے زمانے میں جب ان مسلم نما لباہیوں اور ندویوں میں سے کوئی برسر اقتدار رہا ہوگا اس نے علمائے اہلسنت اور عامہ مسلمین سے کیا برتاؤ اور ان کے مزارات مقدسہ کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا ہوگا۔ آج بھی جنت البقیع کا ایک ایک ذرہ پتہ دے رہا ہے۔

## الحاصل

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی غیبی خبر دینے کے مطابق یہ نجدی لبابی اور ندوی کبھی بصورت خوارج اور کبھی بہ لباس وہابی ہر زمانے میں مختلف نسلوں اور مختلف روپوں میں ظاہر ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے اور یہ مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہنے والا گروہ مردود ہیں۔ مختلف ناموں اور مختلف خاندانوں سے خروج کرتا رہے گا اور ساتھ ہی ہر زمانے میں سنی علمائے کرام و سرفروشان اسلام

جیسے مجدد مأۃ حاضرہ حضرت مولانا مولوی مفتی الحاج شاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا ابوالوقت حجۃ الاسلام سیف اللہ المسلول شاہ محمد ہدایت رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھنوی آخر زمانے میں حضرت مولانا الحاج شاہ محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ قادری رضوی لکھنوی اور اس قسم کی دیندار ہستیاں جنہوں نے اپنا تن من دھن عزت و آبرو ہر چیز راہ خدا میں قربان کر کے ان دشمنان اسلام کے فنا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور آج تک بھی ان مردوں کو ابھرنے نہ دیا۔ برابر اس گروہ باطل کا استیصال کرتی رہیں اور کرتی رہیں گی۔

غرض جو کچھ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا
وہ سب کچھ ہو چکا ہے ہو رہا ہے ہونے والا ہے

## باب ۲۵

## مسلم نما لہابیوں اور ندویوں کا نیا کارنامہ

آخر میں اس شیطان کے پجاریوں دیو کے بندوں اور مسلم نما لہابیوں اور ندویوں نے ایک نئی چال چلی، ایک ایسی چال کہ اپنے خیال سے گویا رسول برحق کے مقابلے میں زبردست کامیابی حاصل کر لی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول کے مقابلے میں ایک جھوٹا پیغمبر مسیلمہ کذاب کو تیار کیا اور اس کی طرف سے اس کے سچا ہونے کا ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ خدا کی پناہ ہزاروں آدمی اس پر ایمان لا کر مرتد اور

کافی لوگ مذہب اسلام سے منحرف ہو گئے۔ اس وقت بھی حسب معمول تین قسم کے لوگ ہو گئے کچھ تو وہ سچے مسلمان جو اللہ تعالیٰ اور اس کے برحق رسول پر ایمان لا چکے تھے اور آخر تک اس پر قائم رہے۔ کچھ لوگ مسیلمہ کذاب پر ایمان لے گئے اور مرتد ہو گئے کچھ درمیانی صلح کلی جو یہ کہتے تھے کہ بھائی یہ رسول رسول کا معاملہ ہے وہ بھی رسول یہ بھی رسول ہم اُمّی لوگ مذہب سے ناواقف ہم کس طرف سے بولیں۔ ہمارے نزدیک دونوں اچھے ہیں کسی کو بُرا نہ کہنا چاہیے۔ کسی کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہیے۔ یہی وہ بولی ہے۔ جو آج تک صلح کلی فرقہ بولتا ہے۔ آخر نتیجہ یہ یہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولید کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ مردود ان کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا اور اس پر ایمان لانے والے اور یہ درمیانی ملعون جو ادھر کے تھے نہ ادھر کے سب جہنم رسید ہوئے اللہ کھرے کھرے صاف صاف ایمان والے دیندار مسلمان بچ گئے۔ اللہ بھی ان سے راضی ہوا اور اللہ کے رسول بھی راضی اور خوشنود رہے۔ شیطان اور اس کے چیلے دیکھ بندے لہابی ندوی اور نجدی سب اس موقع پر خائب و خاسر ہوئے اور اس حربے کو کسی دوسرے مناسب وقت کے لیے اٹھا رکھا۔ مگر قربان جائیے اس خدا کے پیارے سچے غیب داں نبی کے کہ جس نے یہ خبر دے دی کہ میرے بعد کتنے جھوٹے اور مکار کیسے کیسے نبوت کا دعوا کرنے والے پیدا ہوں گے۔ آج بھی جب اس قسم کا کوئی مکار جنم لیتا ہے تو سچے مسلمان فوراً پہچان لیتے ہیں چاہے وہ قادیان میں ہو یا ضلع سہارنپور

مسیلمہ نے جو دعویٰ کیا نبوت کا     تو اس کی پیروی کی ایک قادیانی نے
پڑھا کے نام کا اپنے درود اور کلمہ     کمال تک اسے پہنچایا تھانوی جی نے

# باب ۲۶

# مسلم نما لہابیوں کے متعلق قرآنی فیصلے

سارے جھگڑے ہوئے میلادِ نبی سے پیدا
ورنہ مل جل کے رہا کرتے تھے نجدی ندوی

غرضکہ ان مسلم نما لہابیوں ندویوں دیو کے بندوں شیطان کے پجاریوں نے جو اسلامی بھیس میں نظر آ رہے تھے کوئی ظلم و ستم ایسا نہ تھا جو باقی رکھا ہو۔ سچ تو یہ روحِ ابولہب کو شرما دیا اور کیسے کیسے روپ بدلے کہ خدا کی پناہ ادھر اس دجالی فرقے نے مسلمانوں سے بھی رابطہ رکھا ان سے بھی علیک سلیک قائم رکھی۔ ادھر دشمنانِ رسول سے بھی ساز باز رکھی اندر اندر دونوں سے ملتے جلتے رہے حضور کے پکے دشمن بنے رہے توہینِ رسول کا مرض دل میں بھرا رہا تعظیمِ رسول کے پورے مخالف رہے علمِ غیبِ رسول کے پکے منکر رہے۔ میلادِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے زبردست خلاف دل میں یہ جلن یہ عداوت یہ بغض کہ یہ پیدا ہی کیوں ہوئے ہم لوگ اچھے خاصے آپس میں سب مل جل کر چین و اتحاد سے رہتے تھے۔ نہ کسی سے کوئی جھگڑا تھا نہ اختلاف اس نبی کی ولادت کے بعد ہی یہ سارے اختلافات پیدا ہوئے۔ اسی کے میلاد شریف سے یہ سارے فسادات برپا ہوئے نہ میلاد ہوتا نہ فسادات ہوتے نہ صلی اللہ علیہ وسلم آتیں

کی پابندی کرنی پڑتی۔ نہ سلام و قیام کا جھگڑا نہ تکلف ہم سب برادری والے اپنے بڑے مولینا سب سے اشرف و اعلیٰ جناب مولوی عزازیل صاحب کے بندے بنے رہتے اب سب نئی نئی بدعتیں رواج پا رہی ہیں جو قرون اولیٰ میں ہرگز نہ تھیں بتاؤ کس بزرگ پر صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔ کس کی تعظیم و توقیر اس درجہ کی گئی۔ ارے میاں تعظیم تو صرف خدا کی ہونی چاہیئے یہ نہیں کہ تمام شعائر اللہ تعظیم کی جائے۔ کعبہ کی تعظیم کرو مدینہ کی عزت کرو۔ غرضکہ یہ یا اسی قسم کی ملتی جلتی باتیں آپس میں کیا کرتے تھے کانا پھوسی ان کا شعار تھا جب حضور کچھ پوچھتے تھے تو منہ بنا کر کہہ دیتے کہ کچھ نہیں ہم لوگ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔

خداوند تعالیٰ نے ان کی ہر ہر بات کا انکشاف کیا۔ سورۃ البقر کی ابتدائی آیات میں مختصراً مومنوں اور کافروں کا ذکر فرما کر اسی مسلم نما بابی گروہ کا دوسرے رکوع میں پورا پورا ان کا بھانڈا پھوڑا پانچویں پارہ میں جا بجا ان کی چالوں کا ذکر فرمایا اٹھائیسویں پارہ میں مستقل طور پر ایک لمبی سورت سورۂ منافقون کے نام سے نازل فرمائی اور جا بجا آیات قرآنی میں اس مردود فرقے کا پوری طرح حلیہ اور کارنامے بیان فرما کر ان کے بھیدوں سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا اور یہ واقعہ ہے کہ قرآن پاک نے کوئی دقیقہ ان کا اٹھا نہ رکھا ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے ان سے میل جول رکھنے ان سے اسلامی برتاؤ کرنے کی بھی ممانعت فرمائی اور یہاں تک فرمایا کہ ومن یتولھم منکم فانہ منھم جو لوگ تم میں سے ان سے دوستی رکھیں تو وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ان لوگوں کو خوب پہچانتے ہی تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی ان کو جانتے تھے۔ ان سے میل جول میں احتیاط برتتے تھے جماعت مسلمین ان کو

بالکل ذلیل نگاہوں سے دیکھتی تھی حکم الٰہی کے سب منتظر تھے یہاں تک کہ یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (الآیہ)

پ ۱۰ ع ۱۶

یعنی اے میرے غیب داں محبوب اب جہاد کیجئے کافروں اور مسلم نما شیطان کے بندوں منافقوں پر اور ان پر سختی کیجئے بالکہ جھوٹ باتوں سے نہیں اترتے اور ان دیو کے بندوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے قسمیں کھاتے ہیں یہ دیو کے بندے کہ ہم نے شان رسول میں گستاخی نہیں کی اور کوئی کلمہ کفر کا نہیں کہا حالانکہ کہا ضرور کہا اور اب یہ کافر ہوگئے بعد اسلام لانے کے آلاخر پارہ ۱۰ واعلموا۔

اب جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی شریف میں کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ

اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ — اے فلاں شخص اور اے فلاں شخص تو نکل جا،

ہماری مسجد سے بے شک تو مسلم نما لیٹا ہے چن چن کر چھانٹ چھانٹ کر پہچان پہچان کر نام لے لے کر سب کو سرور عالم نے خدا کے گھر یعنی اپنی مسجد سے نکال باہر کیا اور جس طرح ان سب کا گرو شیطان ملعون دربار خداوندی سے مار بھگایا گیا تھا اور خداوند قدوس نے اس سے فرمایا تھا کہ۔

فاخرج منہا فانک رجیم — پس نکل جا تو یہاں سے بیشک تو مردود ہے

اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے آج اس کی ذریات سے فرمایا۔

فاخرج یا فلان فانک منافق — پس نکل جا تو یہاں سے بیشک تو دیو کا بندہ ہے

اب جدھر جاتے تھے انگلیاں اٹھتی تھیں۔ یہ دیکھو منافق جا رہا ہے۔ آج جس طرح اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ یہ دیکھو یہ لوہابی ہے یہ نجدی ہے یا دیو کا بندہ ہے اسی طرح اس زمانے میں اس مردود فرقہ عبد الطاغوت کی درگت بنی اور یہ نامحمود گروہ درجھنگی سمجھا جانے لگا۔ آخر کار زمانے کا یہ رنگ دیکھ کر مخالف ہوا کے جھونکے محسوس کر کے ابلیسیت اور لوہابیت کو مصلحتاً چند روز کے لیے روپوش ہو جانا پڑا اور یہ گروہ اپنی قدیم جگہ نجد یا جہاں ان کی برادری کے دوسرے دیو جند تھے وہیں اپنی ذلیل زندگی کے دن گزارنے لگے۔

غیر مومن کاذب و دوزخی لعین — بخشتے ہیں کیا کیا لقب قرآن نے

سچ تو یہ اس فرقہ بیدین کو

کس قدر رسوا کیا شیطان نے

---

# باب ۲۷

# حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شاندار خلافت

## نعت شریف از حضرت شیر بیشہ سنت ابوالوقت وحید العصر سیف اللہ المسلول مولینا شاہ محمد ہدایت رسول صاحب قادری رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

رسالت کے راز نہاں کیسے کیسے
تری شان سے ہیں عیاں کیسے کیسے

نبوت کے جلوے دکھائے ہیں تو نے
عیاں کیسے کیسے نہاں کیسے کیسے

توکل حیا عصمت و زہد و تقویٰ
ترے در پہ ہیں پاسباں کیسے کیسے

غلط حرف کی طرح کٹ کٹ گئے ہیں
ترے آگے اہل زباں کیسے کیسے

ترے دشمنوں کو الم دے رہے ہیں
ترے معجزوں کے نشاں کیسے کیسے

ملے ہیں مدارج ترے خادموں کو
یہاں کیسے کیسے وہاں کیسے کیسے

جھکے ہیں ترے در پہ لے سر و دیں
سر سرور ان جہاں کیسے کیسے

تری نعت اقدس کو پڑھ پڑھ کے شاہا
مزے لوٹتی ہے زباں کیسے کیسے

تری خاک پا کے بناتے ہیں نقشے
حسینان باغ جناں کیسے کیسے

ہدایت ہے تیرے ہیں اسے ہادی دیں
مخالف تیرے بدگماں کیسے کیسے

جب آفتاب رسالت غروب ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہری وفات اور حیات النبی کا منصب جلیل پایا۔ اور آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر جلوہ فرمائے تو پھر مسلم نما لہابیوں اور لہابیات اور ابلیس اور اس کی ذریات نے سر اٹھایا۔ سوچا کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں ادھر کلمہ اور نماز ہیں ادھر روزہ اور حج ہے بیچ میں زکات ہے کسی ترکیب سے اس بیچ والے رکن کو توڑنا چاہیے حضور کے وصال کا تازہ تازہ زمانہ ہے چلیے کوئی کام ملے بقول شخصے۔

گر جان طلبی مضائقہ نیست　　گر زر طلبی سخن در این است

اگر اس رکن کو توڑنے گئے تو دوسرے ارکان کو توڑ دینا کونسی بڑی بات ہے۔ اس لیے اندر ہی اندر ایک کلمہ اور نماز کی ٹیم بنا کر زکات دینے سے انکار کر دیا۔

اس کی دیکھا دیکھی جیسے آج کل جب کوئی بیدین و بدمذہب کوئی تحریک شروع کرتا ہے تو بغیر سوچے سمجھے ہوئے بعض دیندار لوگ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہیں۔ اور اس کو کامیاب کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح بعض زیادہ لوگ بھی اس ٹیم کے ہم آواز ہوگئے۔ صرف تھوڑے لوگ اس فتنے سے الگ رہتے ہیں کامیاب ہوگئے

مگر قربان جائیے اس موقع پر ہمارے خلیفہ اول رسول اکرم کے سچے شیدائی اسلام کے مقدس امیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جنہوں نے اس بات کی بغیر پرواہ کئے ہوئے کہ مخالفین کی تعداد زیادہ ہے۔ اس کا اندیشہ کئے بغیر کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سا

جیسا بہادر سپاہی اور میرا قوت بازو بھی پوری طرح سے میری رائے سے متفق نہیں ہے
اپنی شان صداقت دکھا دی سارے منکرین زکوٰۃ پر جب دلول دیا بس پھر کیا تھا.
مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے. چنانچہ زکوٰۃ دینے کے لیے تیار ہو گئے اور سارے
شیطانی وسوسے صدیقی لاحول سے دماغوں سے نکل کر بھاگے اور کچھ دنوں کے
لیے یہ لاابالی جو ہے دم دبا کر اپنے بلوں میں گھس رہے اور موقع کے منتظر.

صدیق نے اسلام کی وہ شان دکھائی
اسلام اسی جا پہ نظر آیا جہاں تھا

# باب ۲۸

## شان فاروقیت کا جلوہ
## حضرت عمرؓ پر بدعتی ہونے کا الزام

مسلمانوں تمہیں کرو بدعتی کہتے نہیں نجدی
لگا فاروق اعظم پر بھی ہے الزام بدعت کا

حضرت صدیق اکبر کے وصال شریف کے بعد جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو اب مفسدوں مسلم نما لماہیوں میں نجدیت کی کھلبلی پڑی اور ان کی بوکھلاہٹ کی کوئی حد نہ باقی رہی. اول حضرت صدیق اکبر کے جہاد یعنی

سے اس قدر بدحواس ہو چکے تھے اس پر طرہ حضرت فاروق اعظمؓ کا خلیفہ ہونا پس کر یہ کہ اہل بیت کی جان ہی پر بن گئی اور وہ بالکل مردہ ہو گئی۔ وہ اٹھتے تھے مگر دل بیٹھ جاتا تھا۔ وہ بڑھنا چاہتے تھے مگر قدم پیچھے پڑتا تھا۔ وہ ابھرتے تھے مگر پھر ڈوب جاتے تھے۔ وہ سوچتے تھے مگر کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔ آخرکار اس کا نتیجہ پہنچے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہر ہر قول و فعل کی کڑی نگرانی رکھی جائے اگر ذرا سی بھی کوئی دین کی بات ایسی دیکھی جائے جس میں ذرا برابر بھی ان کی رائے کو دخل ہو تو بس فوراً ان پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگایا جائے اور حدیث کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَّکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّار کو دلیل بنا کر دنیائے اسلام میں قیامت برپا کر دی جائے۔

چنانچہ اس گروہ نے اپنی تجویز کے مطابق کام شروع کر دیا مگر قربان جائیے شان فاروقی کے آپ کے انصاف و پرہیزگاری کے آپ کی عبادت اور نیکوکاری کے کہ کوئی کام آپ کا ایسا نہ تھا جس پر دشمنوں کو نکتہ چینی کا موقع ملتا مگر پھر بھی کسی نہ کسی وقت موقع بے موقع کچھ نہ کچھ لولی بول اٹھتے تھے۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ کئی طعن آپ پر کئے گئے اب آیا بیس رکعت نماز تراویح باجماعت کا موقع جس کا سلسلہ رمضان المبارک میں آپ نے قائم فرمایا تو بس پھر کیا تھا گویا مخالفین کو منہ مانگی مراد مل گئی اور چونکہ آپ کا خود ہی ارشاد ہے کہ نعمت البدعۃ ہذہ یعنی یہ کیا اچھی بدعت ہے اس لیے کہا گیا کہ آپ نے دین میں نئی بات نکالی اور حسب فرمان نبوی۔

| | |
|---|---|
| من احدث فی امرنا ھذا | جس نے نکالی ہمارے دین میں وہ نئی بات |
| مالیس منہ فھو رد | جو اس میں نہیں ہے بس وہ چیز مردود ہے۔ |

اس طرح آپ کی ذات مقدس پر بدعتی ہونے کا الزام لگا دیا۔

مگر چونکہ وہ زمانہ آج کل کا ایسا زمانہ نہ تھا کہ لوگ قرآن و حدیث سے ناواقف ہوں۔ سب صحابہ کرام جانتے تھے کہ جس چیز کی اصل دین میں پائی جاوے۔ وہ بدعت نہیں ہے۔ حدیث میں مالیس منہ جو الفاظ ہیں۔ ان کا یہی مطلب ہے اور تراویح خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں صحابیوں میں سے کسی نے مخالفت نہ کی بعد ہا اس حدیث کے سننے والے موجود تھے۔

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔

جس نے جاری کیا اسلام میں طریقہ نیا۔ پھر اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جائیگا اس کے واسطے اس قدر اجر اور ثواب جس قدر سب عمل کرنے والوں کو اس کے بعد ہوگا اور ان لوگوں کے ثواب میں سے کچھ کاٹ کر اس کو نہ دیں گے (مجمع البحار شریف جلد ۲)

غرضکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہنے کا کوئی اثر مسلمانوں پر نہ پڑا اور کہنے والے آخر کار تھک کر بیٹھ گئے۔

لیکن افسوس کہ آج تک ایک ایسا فرقہ موجود ہے جو اب بھی وہی بولی بولے جاتا ہے نہ سمجھے آج تک بجدی کہ بدعت کس کو کہتے ہیں۔ وہابی کس کو کہتے اہلسنت کس کو کہتے ہیں

اوامر اور منہیات شرعی نام ہے کس کا
فرائض واجبات دین و سنت کس کو کہتے ہیں

---

# باب ۲۹
# حضرت عثمانؓ کی خلافت و شہادت

---

خونِ ناحق کہیں چھپتا ہے چھپائے سے اسیر
کیوں میری لاش پہ بیٹھے ہیں وہ دامن ڈالے

جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ رہا مسلم نما سباییوں کی کوئی دال نہ گل سکی اور نہ اپنے پرانے کینوں اور عداوتوں کے نکالنے کا موقع ملا۔

لیکن زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں پھر سبائیت سیاہ چہرے پہ اسلامی منافقت کا پاؤڈر ملے ہوئے قتل اصحاب کرام کا بیڑا اٹھائے ہوئے آنکھوں میں سرمہ مدنی لگائے سیاہ و سفید زلفوں کی سنوارتی اپنی مکروہ خوش الحانی کا راگ الاپتی سریلی آواز میں اقبال کے ترانے گاتی۔ بدعت بدعت پکارتی شرک شرک چلاتی توحید کے جھوٹے نعرے لگاتی اہلبیت کی اشاعت کرتی شیطان کی حمایت کرتی گھومتی پھرتی گھر گھر تبلیغ کرتی مجلسوں اور محفلوں میں رنگ جماتی اپنی قابلیت کے جوہر دکھانے لگی۔

بات یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزاج اقدس میں کافی نرمی تھی مسلم نما گروہ نے اس سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا اور عوام تو عوام خواص کو بھی رفتہ رفتہ آپ سے بدظن کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ آخر وہ وقت آ گیا کہ جا بجا چرچے ہونے لگے کہ

آپ کے بعض اعمال کتاب و سنت کے خلاف ہیں معاذ اللہ

مسلمانو! ہر کام کو بدعت بدعت چلانے والوں کا یہ کارنامہ بھی نہایت ہی جگر خراش اور دل دوز کارنامہ ہے یہ خونی افسانہ اور دردانگیز داستان اور دکھ بھری کہانی ہے جس کے سننے اور سنانے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور خون پانی بن کر آنکھوں سے آنسوؤں کی صورت بہنے لگتا ہے۔

آہ محبوب خدا کے تیسرے خلیفہ جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں منسوب فرمادیں جن کو اسلامی دنیا ذو النورین کے مبارک لقب سے یاد کرتی ہے جن کو حضور نے جنت کی بشارت اور شہادت کی نوید سنائی آج جس کا نام بھی خطیب منبروں پر بڑے ادب و احترام سے لیتے ہیں غور تو کرو آج اس بدعتی کہنے والے گروہ نے آپ کے خلاف کس قدر جھوٹ اور غلط پروپیگنڈہ کیا گروہ لوگ جو اپنے کو سچا مسلمان نمازی اور پرہیزگار رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں آج وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور چالیس روز سے آپ پر آب و دانہ بند کر رکھا ہے۔

یہ ان کا آب و دانہ بند ہے جنہوں نے جیش العسرہ یعنی تنگی دل کے بھوکے پیاسے لشکر کو شکم سیر کیا تھا۔ آج دنیا سے وہ خود بھوکے پیاسے جا رہے ہیں یہ ہے مسلم نما جمعیۃ العلماء کے فتوے بازی کا نتیجہ کہ آج اتنی بڑی جلیل القدر ہستی کو بدعتی گنہگار مجرم اور خطا وار سمجھ کر شہید کر دینے والے صدہا کی تعداد میں دروازے پر نظر آ رہے ہیں

آخر کار وہ وقت بھی آگیا جس کا عبد الطاغوت یعنی دیو کے بندوں کی مدت سے انتظار تھا حضرت عثمان غنی کے دروازے پر امام حسین عبد اللہ ابن زبیر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اب تک بلوائیوں کی روک تھام کر رہے تھے. کافی زخمی ہو چکے ہیں دوسری طرف یہ ناپاک گروہ دیوار پھاند کر مکان میں در آیا. اللہ اللہ جامع القرآن اس وقت بھی تلاوت کلام پاک میں مصروف ہیں آلم کا پارہ قریب ختم ہے دیکھئے پارہ ختم ہوتا ہے یا اس کے پہلے آپ کا وجود پاک پارہ پارہ اور جسم اطہر کا ہر ہر جز علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے. مگر افسوس کہ پارہ ختم ہونے سے پہلے آپ اس آیت پہ پہنچتے ہیں

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

کہ کنانہ نامی بدبختی سمجھے والے کا ایک سرغنہ مولوی دیو کا بندہ غیظ و غضب میں بھرا ہوا آگے بڑھا اور حضرت امیر المومنین کے کان کی جڑ میں چھری گھونک دیتا ہے کہ خون کا فوارہ جاری ہو جاتا ہے اور بوندیں اسی آیت پر برسنے لگتی ہیں.

چھری کا لگنا تھا کہ بوڑھے عثمان و لاعز عثمان کئی دن کے فاقے سے عثمان بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں. مسلم نما دیو کے بندے جن کے ماتھوں پر ہتھوڑی کے ایسے نماز کے گٹے ابھرے ہوئے لمبی لمبی ڈاڑھیاں ہلاتے ہوئے تلواریں چمکاتے ہوئے پہنچے اور وہ ظلم کا نقشہ پیش کیا کہ خدا کسی مسلمان کو نہ دکھائے دم بھر میں ذی النورین کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور وہ سر جو آخر وقت بھی رضائے معبود کے جھکا ہوا تھا آن واحد میں ظالموں نے گردن سے پاش پاش کر ڈالا.

کون تھا جو آپ کی امداد کرتا صرف ایک رفیقہ حیات زوجہ محترمہ نائلہ بیچاری یہ منظر دیکھ سکیں اور بیتاب ہو کر دوڑیں اور خود کو ڈھال بنا کر اپنے پیارے شوہر

پھر گر پڑیں تو دشمن ان پر بھی حملہ آور ہوئے اور لباس اتارنا چاہا مگر آپ نے خوشامد کی کہ بیشک مجھے سے لے لو مگر مجھے بے عزت نہ کرو۔ آخر آپ بھی کافی زخمی ہو کر اٹھیں اور اس ظالم فرقے نے خوب جی بھر کے حوصلے نکالے جب دیکھا کہ خون کے تھالے میں چند گوشے تیرتے ہوئے باقی رہ گئے ہیں تو یہ نمازی لوگ اور مجاہد ملت ایک بڑا فرض ادا کر کے باہر نکلے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ ہیں بدعت بدعت کا وظیفہ رٹنے والے باطن میں ساہیوں اور بظاہر مسلمانوں، نمازیوں، توحید توحید کا راگ الاپنے والے رنگے سیاروں کے خونی کارنامے جن پر مسلمان قیامت تک خون کے آنسو بہائیں گے۔ آج جب ہم کو یہ ظالم فرقہ بدعتی اور مشرک وغیرہ کہتا ہے تو ہم کو رنج ہوتا ہے۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ حصہ تو پہلے ہی سے ہمارے بزرگوں کو مل چکا ہے فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار

پس عبرت حاصل کرو اے آنکھ والو

قتل عثماں نہ کیا خوں نہ کیا حیدر کا
آہ اس فرقۂ ملعون نے کیا کیا نہ کیا

# باب ۳۰

## مسلم نما لبابی خارجیوں کے روپ میں

بدعت کے بعد شرک کا نمبر بھی آگیا
پیچھے پیچھے اس کے ساتھ سب او ر بھی آ گیا

اب کیا تھا فتنوں کا دروازہ کھل چکا تھا اختلافات کی بنیادیں قائم ہو چکی تھیں۔ آسمان خلافت کا چمکتا چاند اپنی مقدس ضیاؤں کے ساتھ خون میں ڈوب چکا تھا مسلم نما لبابیوں کی کوششیں بار آور ہو چکی تھیں اور آگے کی منزلیں آسان ہو گئی تھیں۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے مسند آرائے خلافت ہوتے ہی فتنہ انگیزیاں شروع کر دی گئیں ہنگامہ آرائیاں ہونے لگیں نئے نئے گل کھلائے جانے لگے اور نخل اسلام کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکنے کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال ہونے لگے۔

پہلے تو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے ایک جنگ ہوئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے جس میں تیس ہزار آدمی دونوں طرف کے آغوش اجل میں جا پہنچے۔ ہم اس جنگ کے قصہ میں پڑنا نہیں چاہتے اور نہ یہ کتاب اس مقصد کے لیے لکھی گئی ہے۔ لیکن ہمارا عقیدہ تاریخ کی روشنی میں یہ ضرور ہے کہ رسول اللہ کے چوتھے خلیفہ برحق حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بالکل بے گناہ تھے ان کا حضرت عثمان کے قتل

میں کوئی ہاتھ نہ تھا۔ یہ سب لڑانے والوں کا کھیل تھا۔ اس کے بعد جناب معاویہ ایک
زبردست لشکر لے کر خلیفہ برحق کے مقابلہ میں بمقام صفین صف آرا ہو گئے یہ جنگ
تاریخی کتابوں میں جنگ صفین کے عنوان سے خون کے حرفوں میں لکھی ہوئی ہے جس میں
دونوں طرف کے چالیس ہزار افراد کام آئے کہا جاتا ہے کہ یہ جنگ جناب معاویہ کی خطائے
اجتہادی کا نتیجہ تھا واللہ اعلم اس جنگ کا خاتمہ صلح پر ہوا جس میں حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے ایک حکم مان لیا تھا۔ بس پھر کیا تھا ابا بیت کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں
گروہ آپس میں متحد ہونے کی کوشش کر رہے ہیں تو ان کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے
کہ کہیں ایسا نہ ہو کر ہمارا کیا دھرا سب اکارت جائے ابھی تو بڑے بڑے کام انجام دینے
ہیں اور بڑی بڑی ہستیوں کے خون سے اپنی تلوار کو رنگین کرنا اور دل کی پیاس کو بجھانا
ہے۔ یہ یہودیت ما ب گروہ نے یہ سوچا کہ اس موقع پر مسلمانوں کو بد عقیدگی کا حربہ کو کام
ذکرے گا اس کو تو اپنے بعد والے نونہالوں آئندہ پیدا ہونے والے لعابیوں کے لیے
چھوڑنا چاہیے اور جدید حربہ قدیم تجویز کے مطابق استعمال کرنا چاہیے جس کا نام شرک ہے

بس فوراً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فتوے لگا یا کہ

اَلْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ حکومت سوا اللہ کے اور کسی کے لیے نہیں بس اللہ ہی کو حاکم
ماننا چاہیئے اور اس کے سوا کسی دوسرے کو حاکم ماننا قطعی شرک ہے اس اعتبار سے
حضرت علی رضی اللہ عنہ مشرک ہیں کیونکہ آپ نے ایک ثالث حکم مانا ہے اور اللہ کے حکم و
حکومت میں دوسرے کو شریک ٹھہرایا ہے۔ اس لیے حکم آیت قرآنی واقتلوا المشرکین
یعنی قتل کرو مشرکوں کو ان کا قتل واجب اور خون مباح ہے

پہلے تو ان آوازوں کو سعدان اور حمدان دو بھائیوں نے بلند کیا لعبان کے چاروں

طرف سے اللہ کے سپاہیوں نے اس آواز پر لبیک کہا۔ بس یہ ایک فتنہ تھا جو
اٹھا ایک طوفانی سیلاب تھا جو بڑھا ایک شیطانی آگ تھی جو لگی اور بات کہتے ان
اباہی خارجیوں کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ پہنچ گئی اور قتل عام شروع کر دیا،
اور بہت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جان نثاروں کو شہید بھی کیا جب
نوبت یہاں تک پہنچی تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور
کمان کو ٹیک کر ایک زبردست تقریر فرمائی اور ثابت کیا کہ لا حکم الا اللہ توحید
شرعی نہیں ہے۔ اصل توحید شرعی اور کلمہ اسلام ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عبد الطاغوت یعنی دیو کے بندے اپنی پرانی عادت کے مطابق اس وقت
تو باز آگئے اور بظاہر تائب بھی ہوئے۔ لیکن اشعث بن قیس منافق اباہیوں
کے امام اور خارجیوں کے پیشوا کے جوڑ کانے سے پھر لا حکم الا اللہ کی رٹ لگائی
اور مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کلمات
گستاخانہ لکھنے شروع کر دیئے۔ چونکہ اس زمانے میں اباہیوں کا دور خارجیوں
کے روپ میں تھا۔ یہی وجہ ہے۔ آج تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان اقدس
میں گستاخی کرنے والوں کو خارجی کہا جاتا ہے۔

## خارجیوں سے مناظرہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اتمام حجت کی غرض سے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما کو خارجیوں سے مناظرہ کے لیے بھیجا کہ کس طرح دیو کے

بند سے راہ راست پر آویں۔

حضرت ابن عباس نے خارجیوں سے پوچھا کہ یہ لاحکم الا اللہ کی توحید تم نے کہاں سے نکالی ہے۔ خارجی مولوی نے کہا کہ قرآن میں آیا ہے لا یُشْرِکُ فِی حُکْمِہٖ اَحَدًا۔ خدا اپنے حکم میں کسی شریک نہیں کرتا۔

ابن عباس نے فرمایا کہ قرآن یہ بھی تو فرماتا ہے۔

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ جب تم حکم ہو لوگوں کے تو حکم کرو ساتھ
اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ انصاف

تو اگر حکم کرنا سوا خدا کے دوسرے کے لیے شرک ہوتا تو خدا اپنے بندوں کو انصاف کے ساتھ حکم کرنے کے لیے کیوں فرماتا۔ ہاں فرق یہ ہے کہ خدا حاکم بالذات ہے کسی کا بنایا ہوا نہیں اور دوسرے حاکم اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔

کیا تم نے پڑھا نہیں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ ۝ کیا نہیں اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بہتر حاکم۔ اس آیت میں بھی خداوند تعالیٰ نے دوسروں کو حاکم فرماتے ہوئے اپنا سب سے بہتر حاکم اور بڑا حاکم ہونا ثابت فرمایا ہے اور بھی ایسی آیات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ یہ دلائل سن کر بھی خارجی اپنے ضد پر قائم رہے آخر کار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر جہاد کا حکم فرمایا۔

## خارجیوں مسلم نما لہابیوں کا ظاہری پوزیشن

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان دیو کے بندوں کے مقابلہ میں پہنچا تو یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں اور جماعت کے ساتھ

قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ ان کے ہر کام میں پابندی شریعت کا جلوہ اور ہر بات میں اتباع سنت کا نقشہ نظر آتا ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ دیکھ کر اپنے والد ماجد سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے عرض کیا کہ آپ نے ہمیں ایسے لوگوں پر جہاد کا حکم دیا ہے جو سراپا نیک عملوں کا مجموعہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جان من۔ تم نے ان کے اعمال ظاہری دیکھے مگر ان کے عقائد پر نظر نہ ڈالی کہ وہ مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں کیا تم کو اپنے نانا جان کی وہ حدیث ذوالخویصرہ والی یاد نہیں جس نے آنحضرت کو گستاخانہ لہجے میں انصاف کرنے کی نصیحت کی تھی جس کو قتل کرنے کی فاروق اعظم نے اجازت طلب کی تھی سرکار ابد قرار نے فرمایا تھا کہ جانے دو اس کو یہ وہ شخص ہے۔ جس کے ہم مذہب ایسے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کی نماز و روزے کے سامنے تم اپنی نماز و روزے کو ہیچ سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے۔ مگر ان کے گلے کے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے نشانے سے تیر۔

اس سلسلہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اللہ کے نیک ترین بندوں پر خروج کریں گے۔ یعنی وہ بزرگوں اور مقبولان الٰہی پر طعن و تشنیع کریں گے اور مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک کہیں گے (معاذ اللہ) آپ نے یہ پہچان بھی بتائی تھی کہ ان میں ایک کالا کلوٹا آدمی بھی ہو گا جس کا بازو مثل پستان عورت کے جنبش کرتا ہو گا۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل اسلام یہ سن کر بڑے جوش و خروش سے اس مسلم نما لہابیوں کی جماعت پر حملہ آور ہوئے اور وہ شان دکھائی کہ بھاگتی دم بھر میں ان نمازیوں قاریوں اور دینداروں کو جہنم واصل کیا اور فتح یاب ہو کر واپس پہنچے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ واللہ العظیم یہ حدیث مبارکہ میں نے اپنے کانوں سے سنی اور میں اس لشکر میں بھی شریک تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان مسلم نما یہودیوں دیو کے بندوں خارجیوں کے مقابل گیا تھا۔ چنانچہ بعد فتح جب حضرت علی نے مقتولوں میں اس کالے بازو ملنے والے لپاڑی کو تلاش کیا۔ تو ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ اس امام الخوارج کو ایک جگہ پایا اور سب مسلمانوں نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور آئندہ کی غیبی خبریں دینے والے پیارے نبی کی پیشین گوئی کو حرف بحرف صحیح پایا صدقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

غرضکہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہنے والی پارٹی کی وہ درگت بنائی کہ صرف اس وقت اور اس مقام پر ہزاروں کی تعداد میں سے نو نفر نے امان پائی باقی سب نے ابو لہب کے دامن میں جہنم پہنچ کر پناہ لی۔ آج بھی مسلمانوں کو بدعتی و مشرک کہنے والے دیو کے بندے انہیں کی اولادوں اور انہیں کی وراثت میں ہیں۔

## منظرِ قیامت

## حضرت علی کی شہادت

مسلمانو! اگرچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سچے جان نثار دلے

---

[1] دیکھو مذاہب اسلام ذکر خوارج

جاں باز بہادروں اور سرفروش سپاہیوں نے اپنی خداداد زبردست کوششوں اپنی ایمانی طاقتوں اور چمکتی تلواروں سے لہا بیت و خارجیت کا بہت کچھ صفایا کر دیا تھا اور مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہنے والے فرقے کو کافی تعداد میں جہنم پہنچا دیا تھا مگر پھر بھی یہ جراثیم بالکل فنا ہوئے تھے۔ بات یہ ہے کہ سرکار دو عالم نے فرمایا تھا کہ یہ فرقہ آخر تک فنا نہ ہوگا اور اس گروہ کے لوگ دجال کے ساتھ شریک ہو کر مسلمانوں سے لڑیں گے

یہ مسلم نما الہابی دین کے بندے اپنے اپنے سینوں میں کینوں کو چھپائے ہوئے اپنے اپنے دار المبلغین میں بیا جمالی اپنے حجروں کو زہریلی بھی رہے تھے۔ اب ان کی تبلیغی جماعت نے ان میں اتنی قوت پیدا کر دی تھی کہ ہر شخص ان میں کا عزازیلی کو طفل مکتب سمجھتا ان کو یہ سبق پڑھا دیا گیا تھا کہ جو مسلمان تمہارا ہم عقیدہ نہیں وہ مشرک اور بدعتی ہے۔ وہ جہنمی ہے۔ اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اس کو تباہ کر دینا بڑی فضیلت ہے۔ دفن کے بعد اس کی قبر بھی کھود پھینکنا اور اس کو ایصال ثواب سے محروم رکھنا بھی ذریعہ حصول جنت ہے۔ اب ان میں مرنے مارنے والے افراد پیدا ہو چکے تھے۔ اب ان میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے تیار ہو چکے تھے۔ اب ان میں قرآن پڑھ کر لوگوں کو گمراہ کرنے والوں کی کمی نہ تھی۔ اب وہ ظاہری نماز روزہ، زکوٰۃ و حج و اور اتباع سنت سے لوگوں کو گرویدہ بنانے میں مشتاق ہو چکے تھے اب لوگوں کی نگاہیں ان کے علم و عمل پر پڑتی تھیں اور ان کے عقائد باطلہ کا خیال نہ جاتی رہا تھا۔ وہ جماعتی حیثیت سے حضرت عثمان کو بدعتی کہہ کر شہید کر دینے کے بعد بہت کچھ کامیاب ہو گئے اور اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشرک کہہ کر شہید کر دینے کے بعد زیادہ اصلاح کاروں کی ضرورت نہ باقی رہ گئی تھی اور اس اہم کام کے لئے صرف ایک ہی عنصر خود کو کافی سمجھتا تھا۔

چنانچہ عبدالرحمٰن ابن ملجم خارجی جو کوفہ کے ایک محلہ میں رہتا تھا۔ ایک دن یہ ارادہ کرکے گھر سے نکلا کہ آج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جام شہادت پلانا ہے۔ راستہ میں ایک لمبی چوڑی دیوار کی بلندی پر قطام نامی عورت جو اس کو نہایت خوبصورت معلوم ہوئی اس دیوار کے بند سے اس سے وصل کی خواہش کی اس کمینہ بد ذات نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل میرے وصل کی شرط ہے۔ اس نے کہا کہ میں اسی لیے گھر سے نکلا ہوں چنانچہ اس سے معاملہ پکا کرکے یہ نمازی مسجد میں آیا اور صف اول میں امام کے پیچھے شامل ہو گیا۔

## مسجد میں خون

آج حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے وہاں روزہ افطار فرمایا ہے اور گھر والوں سے دریافت کرتے ہیں کہ آج کونسی تاریخ ہے اہل بیت عرض کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کی انیسویں کو فرماتے ہیں کہ بیشک حضور نے جو خبر مجھے دی ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے ہاں ہاں یہی وہ شب ہے کہ میری ریش خون سے رنگین ہوگی اور میں اپنے محبوب کے خوشنما نوری جلووں میں گم ہو جاؤں گا۔ رات انتہائی بیقراری سے گزاری جاتی ہے۔ شوق شہادت دل میں موجیں مار رہا ہے بدن کا رواں رواں یاد محبوب میں مستغرق ہے۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے ہوئے مسجد میں تشریف لاتے ہیں صفیں درست ہوتی ہیں اور نماز شروع ہو جاتی ہے۔

ابن ملجم کا نام عبدالرحمٰن ہے سینوں کا جیسا نام رہا ہوں کا جیسا کام جس پر اس خدا کے شیر اسد اللہ الغالب کے بے شمار احسانات فرمائے جس کو سواری کے لیے گھوڑا عنایت فرمایا اور جس کی ہمیشہ خاطرداری فرماتے رہے جو ایک مرتبہ اپنی تلوار آپ کو پیش کر رہا تھا تو آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اسی سے تیرا کام بنے گا اور جب اسی

نے کہا کہ آپ ابن ملجم کو قتل کر دیجیے تو آپ نے فرمایا کہ پھر مجھ کو کون قتل کرے گا۔ ہاں یہی وہ لعین ہے جس کی زبان پر کلمہ ہے اور جس کے دل میں کفر ہے۔ یہ عبدالطاغوت دیو کا بندہ خارجیوں کا گروہ زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا ایک ایسا وار کرتا ہے کہ امیرالمومنین وصی سیدالمرسلین نائب خاتم النبیین کے کاری زخم آتا ہے اور ریش مبارک خون سے تر ہو جاتی ہے۔ لوگ ہر طرف سے دوڑتے ہیں حضور کے دونوں شہزادے سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قریب آتے ہیں اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر عرض کرتے ہیں۔ بابا جان کس نے یہ حملہ کیا۔ حضرت امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ تم گھبراؤ نہیں وہ ابھی آتا ہے سید امام حسن کو حکم دیا جاتا ہے کہ امامت کرو نماز پڑھاؤ۔ اللہ اللہ کس قدر نماز کا خیال ہے۔ بعد نماز آپ کو گھر لایا جاتا ہے۔ جراح حاضر ہوتا ہے جو [illegible] دیکھ کر کہتا ہے کہ چونکہ تلوار زہر آلود تھی۔ اس لیے اب امید صحت نہیں ہے۔

دو دن اسی حالت میں گزرتے ہیں۔ ابن ملجم گرفتار کر کے لایا گیا ہے۔ اسکی ویسی ہی خاطر تواضع ہو رہی ہے بیٹے اس کو پال رہے ہیں پھر خود ارشاد فرماتے ہیں۔ مزاج پرسی بھی فرمائی جا رہی ہے۔ یہ بھی فرمایا جا رہا ہے کہ میرے بعد اس کو بھی ایک ہی ضرب لگانا۔

آخر وہ وقت قریب آگیا کہ اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوں۔ سب کو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آوازیں آ رہی ہیں کہ یکایک روح پر فتوح نقاب جسم کو روئے روشن سے اٹھا کر عالم بالا کو مطلع انوار بنا دیتی ہے۔ اور دنیائے اسلام میں ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلم نما لعابیوں کے دلوں میں ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ منافقت اپنی کامیابی پر ناز کرتی ہے خارجیت خوشی

سے باغ باغ ہو جاتی ہے بیشک نجدی تحریک سے چراغ جلاتا ہے کہ میرے فرزند دیو کے بندوں کے ہاتھوں سے کیسے کیسے کام ہو رہے ہیں۔ ترقی کا ایک قدم اور آگے بڑھایا جائے کہ آپ کی قبر مبارک بھی کھود ڈالی جائے جب کہیں تکمیل انا بیت ہوگی مگر اہل اسلام بلکہ خود شہید ہونے والے ان خارجی دو بندوں کے خفیہ منصوبوں سے خوب واقف تھے چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا مزار اقدس نگاہ عوام سے پوشیدہ کر دیا جاتا ہے اور سارے وہابی نجدی خارجی خائب و خاسر اور ناکام و نامراد رہ جاتے ہیں (چنانچہ ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ حضرت علی کی قبر مبارک اسلئے پوشیدہ کر دی گئی تاکہ خارجی اس کو کھود نہ ڈالیں

(دیکھو تعزیت الاحباب ذکر حضرت علی)

لگا کر شرک کا فتویٰ بہایا خون حیدر کا
لگایا دیو کے بندوں نے پھر اسلام پہ چرکا

# باب ۳۱

## امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکفیر اور شہادت

شرک و بدعت فتنہ انگیزی و تکفیر سلف
بس یہی دو چار باتوں پر تو ان کا ناز ہے

جب ان مسلم نما وہابیوں دیو کے بندوں خارجیوں نے بدعت بدعت چلا کر حضرت عثمان غنی کو اور شرک شرک کا نعرہ بلند کر کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر ڈالا اور اپنی خانہ ساز توحید مکمل کر لی تو انہوں نے اب دو نوں مجرموں

کہ اپنے بعد والے چیلوں کے لیے چھوڑا جس سے آج تک یہ دیوبند کے بندے رات دن
کام لیتے ہیں اور مسلمانوں کے ہر کام کو شرک اور ہر بات کو بدعت بنانے کا ٹھیکہ لیے
ہیں۔ سوتے جاگتے اسی کا وظیفہ جپتے ہیں اور یہی اس ابلیسی گروہ کی پہچان ہے۔

میں ایک بار موضع سعادت گنج ضلع بارہ بنکی میں تقریر کرنے گیا بعد اختتام
جب تخت سے اتر کر بیٹھا تو ایک شخص نے مجھ سے آکر مصافحہ کیا اس پر ایک نمبر ۴۴ والے
نے اس کو جھڑکتے ہوئے کہا یار الیس بائیں بڑے میاں بری بات ہے یہ بڑا
کفر و شرک ہے۔ اس کی خدا کے گھر معافی نہیں ہے۔ خبردار خبردار کبھی کسی سے
مصافحہ معانقہ نہ کیا کرو کیونکہ جب یہ بعد نماز عید کے دن کفر و شرک ہے تو آج کیسے
جائز ہوگا۔ پھر شخص نے توبہ توبہ کرنا شروع کیا غرضکہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے
نے ختم خلافت کروادیا۔ تو اہلبیت دشمنی کی بنا پر خاص حربہ کلمہ گو کو کافر کہنا اگرچہ
کسی مسلمان کو مشرک کہنا بھی کافر کہنا ہے۔ کیونکہ کافر اور مشرک میں عام خاص
کی نسبت ہے۔ یعنی ہر مشرک شرعی کافر ضرور ہوگا اگرچہ کافر کا مشرک ہونا ضروری
نہیں۔

لہٰذا اس عام حربہ کو استعمال کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے

یہاں تک جب وہ وقت آیا کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس ہزار
کا لاؤ لشکر لیکر امیر معاویہ کے مقابلے کے لیے نکلے تو ساباط پہنچ کر آپ کی نگاہ
دوربین نے یہ دیکھا اور فراست ایمانی سے یہ محسوس کیا کہ میری فوج میں منافق دیر
کے بندے زیادہ ہیں۔ ان سے وفاداری کی امید نہیں اس لیے صلح کر لینا چاہیے
اور جنگ کے جھگڑے میں نہ پڑنا چاہیے۔

پھر امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا کی وہ صحیح حدیث بھی یاد تھی جس میں

حضور نے فرمایا تھا کہ میرے بعد ۳۰ سال خلافت رہے گی اور بعد اس کے کٹکھنی بادشاہت قائم ہو جائے گی۔ وہ تیس برس کی مدت بھی ختم ہو چکی تھی۔ اس لیے سیدنا امام حسن نے ایک خطبہ دیا

## سیدنا امام حسن کی نورانی تقریر

آپ نے بعد حمد خدا اور نعت سید المرسلین نے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے کسی مسلمان سے دشمنی نہیں۔ میں تمہارا بھی اتنا ہی خیر خواہ ہوں جتنا اپنا۔ دیکھو میں صاف کہتا ہوں کہ تم اتحاد کو پسند نہیں کرتے ہو بلکہ اختلاف کو بہتر جانتے ہو اور میرے نزدیک اتحاد و اتفاق اور مناسب ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ لڑائی کے لیے ویسے کامل نہیں ہو لہٰذا میں بھی تمہاری مرضی کے خلاف تم کو کسی بات پر مجبور نہیں کرتا

بس حضرت امام کی تقریر سنتے ہی دیو کے بندے خارجی بھڑک اٹھے اور بکنے لگے

## حسین بھی اپنے باپ کی طرح کافر ہو گیا معاذ اللہ

غرضیکہ حضرت امام نے چند شرائط پر صلح کر لی۔ حالانکہ افسوس ہے کہ ان شرائط پر بھی دشمنوں نے پورا عمل نہ کیا یزان لعابیوں نے حضرت امام کے خیمے پر حملہ کیا آپ کا سب سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ آپ کے نیچے سے مصلےٰ اور کاندھے سے چادر تک کھینچ لی اور بھی طرح طرح کے ظلم آپ پر کیے۔ کئی کئی بار آپ کو زہر دیا گیا۔ کئی کئی مرتبہ آپ کو زخمی کیا یہاں تک کہ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو جعدہ بنت اشعث نے آپ کو دشمنوں کا بھیجا ہوا زہر قاتل پلا کر شہید ہی کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر الزام بغاوت

## اور یزید کی لعابیت اور دلو مذمت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بھی لعینیت کو چین یا خبیثیت کو سکون نہ دویت کو آرام اور یزیدیت کو اطمینان نصیب ہوا۔ یعنی ابلیس لعین کے کلیجے میں ٹھنڈک نہ پڑی اس کی کوششیں ویسی ہی جاری رہیں کیونکہ اس کو ایک بہت بڑا ایسا تماشہ کربلا کے میدان میں دیکھنا دکھانا تھا جو ابتدائے آفرینش سے نہ دیکھا گیا ہو اس کو اپنے دشمن کی تسکین کرنی تھی اس لیے سیدنا حسن کے بعد سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تین دن بھوکا پیاسا بے کس اور بے بس کر کے ہی شہید کرانا تھا اس کو بھولے بھولے بچوں اور نوجوانوں کو تہ تیغ تڑپ تڑپ کر جان دینے کا منظر دیکھا کر دکھانا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر حسین کو اذیت ہوئی تو گویا رسول پاک کو اذیت ہوئی۔ حسین کی شہادت امام دو جہاں سید الانس والجان کی شہادت ہے اور حضور کی شہادت کل پیغمبروں کی شہادت ہے۔ وہ واقف تھا کہ اگر خدا کے محبوب کو جو حیات النبی ہیں۔ سب سے زیادہ روحانی تکلیف اور صدمہ عظیم پہنچ سکتا ہے تو حسین ہی کی شہادت سے پہنچ سکتا ہے لہٰذا اس نے اپنے سب سے بڑے جانشین سب سے بڑے چیلے اور سب سے بڑے قائم مقام کو تخت دمشق پر بٹھایا اور آسانی سے اس کے ہاتھوں یہ کارنامہ کرا دیا جس پر ساری دنیا کے اہل دل اہل ایمان اور اہل فہم و دانش قیامت تک خون کے آنسو بہاتے رہیں گے اور ساتھ ہی اس کے ہم مذہب اس کے چیلے چاپڑ اور اس کے روحانی بچے ہمیشہ خوشی سے بغلیں بجاتے رہیں گے۔

چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ آج جب مسلمان واقعات کربلا کو سنتے ہیں تو وہ تڑپ جاتے ہیں۔ ایمان والی خواتین کی آنکھوں سے سیلاب اشک امنڈ آتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بلک بلک کر رونے لگتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں کہ کاش اس موقع پر ہم نہ تھے ورنہ ہم بھی پیارے حسین پر قربان ہو جاتے ہمارے بزرگ باپ دادا حضرت حبیب

ابن مظاہر اور بہادر نوجوان عبداللہ ابن وہب کلبی کی طرح بوڑھے حسین اور
جوان علی اکبر پر فدا ہو جاتے ننھے بہادر بچے علی اصغر پر نثار ہو جاتے
پھر وہ آغوش پدر میں جام شہادت نوش فرماتے۔ خیر اگر اس زمانے میں ہم نہیں
تھے تو آج ہم ایصال ثواب سے ان کی روحوں کو خوش کریں گے۔ اگر ان کو تین روز
پانی نہ ملا تو ہم دودھ کا شربت اور برف کی سبیلیں ان کے نام کی رکھیں گے اور ان
کے نام کی دیگیں چڑھا کر ان کو ثواب پہنچائیں گے۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان مرد و مسلمان
خواتین یوں تو ہمیشہ لیکن خاص کر ماہ محرم میں لاکھوں روپیہ ایصال ثواب میں خرچ
کر کے اپنی محبت رسول اور اللہ والے ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور حضور نے فرمایا ہے

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ۔ جو جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔

قیامت کے دن بھی وہ جوانان جنت کے ساتھ باغ جنت میں جانے کی تمنا رکھتے ہیں اور
انشاء اللہ جائیں گے اور ضرور جائیں گے۔

دوسری طرف ابلیسی ابوجہلی پارٹی وہابی دیو کے بندے مسلم نما منافق ہیں اول تو
وہ ذکر حسین سنتے ہی نہیں اور اگر سنتے ہیں تو ان کے دلوں میں سانپ لوٹ جاتا ہے
اور وہ کہتے ہیں کہ افسوس ہم اس زمانے میں نہ ہوئے جس وقت بقول شاہ عبدالعزیز
صاحب علیہ الرحمہ ۲۲ ہزار سوار و پیادے حسین اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرنے
کربلا میں جمع ہوئے تھے ہم ہوتے تو ان کے اجتماع میں اور اضافہ کرتے نہر فرات
پر ہم بھی پہرہ لگا کر ثواب حاصل کرتے سارا ندوہ ساری تبلیغی جماعتیں ابوجہلی اور
ابی لہبی اور سارے دیو کے بندے سب کو لا کر کربلا کے میدان میں کھڑا کر دیتے اور
ہم سب داڑھیاں ہلا ہلا کر علی اکبر شہید کرنے میں حصہ لیتے علی اصغر کو حرملہ سے پہلے
تیر مارتے حسین کا گلا ہم کاٹتے حسین کے کپڑے ہم اتارتے حسین کا جسم ہم لوٹتے [illegible]

اپنے پیشوا یزید اور اس کے روحانی باپ مولوی محمد علی صاحب کی خوشنودی حاصل کرتے مگر افسوس وہ وقت تو نکل گیا تو اب ہم اتنا ضرور کریں گے کہ ان شہدائے کرام کی روحوں کو ایصالِ ثواب سے محروم رکھنے کی کوشش کریں گے یعنی نذر و نیاز اور فاتحہ درود کو روکیں گے۔ اس کو حرام شرک و بدعت کہیں گے۔ ان کے خلاف تالیف و تصنیف کریں گے۔ چنانچہ کتاب معاویہ و یزید اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور دونوں فریقے اپنا اپنا کام کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اور حق و باطل کی یہ جنگ تا قیامت جاری رہے گی جو بدمذہب جس کا ماننے والا ہے اگر وہ مرکز مٹی میں مل بھی گیا ہے تو اس کی روح کو خوش کرنے کی ناکامیاب اور ناپاک کوشش کرتا رہے گا چنانچہ مولانا ہادی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف وہ مجلس شہادت میں اور مولانا شاہ کرم الدین صاحب نبیرہ مولانا شاہ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی کتاب سعادت الکونین میں نیز محدث ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اور حسن نظامی نے یزید نامہ میں لکھا ہے کہ اکثر روایات صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یزید پلید قتل امام عالی مقام سے بہت خوش ہوا اور تمسخر کے انداز سے آپ کے لب و دندان پر چھڑی مارتا اور مغنی اشعار گاتا اور ابن الزبعری کا وہ قصیدہ جس کی ابتدا ہے۔ لیست اشیاخی ببدر شھدوا کو پڑھتا اور فخر کرتا تھا اور ان بیتوں میں وہ بیتیں اور زیادہ کی تھیں جو اس کے بے دین ہونے پر صاف صاف دلالت کرتی ہیں اور وہ ابیات مشہور ہیں۔ جن کا مطلب حسن نظامی نے بحوالہ عقد الفرید دوم صفحہ ۲۲۳ یہ لکھا ہے کہ

"کاش میرے بزرگ بدر کے دن خزرج (یعنی انصارِ مدینہ) کی گھبراہٹ دیکھتے اور خوشی سے نعرے لگاتے اور کہتے کہ یزید نامراد اور بے ہمت والا نہیں ہے۔"

اس پر ایک صحابی رسول نے جو دربار یزید میں اس وقت بیٹھے تھے کہا کہ اے امیر المومنین آپ ایسے کلمے فرماتے ہیں، آپ تو مرتد ہو گئے۔

یہ تھی یزید کی حسرت کہ کاش ابو جہل، اور ہمارے پیشوا ابولہب صاحب وغیرہم مولوی ابلیس کے بڑے بڑے چیلے یہ واقعات کربلا اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور خوش ہوتے اور کہتے کہ آج بدلہ لیا ہے۔ ہمارے پیارے یزید نے بدر کا اور آج پورا انتقام لیا ہے۔ محمد رسول اللہ سے۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ اگر اس کمبخت کے دل میں ایام جہالت کا آبائی کینہ نہ ہوتا اور اس کے اقربا جو بدر کے دن مسلمانوں کے ہاتھوں سے جہنم واصل ہوئے تھے اگر وہ عداوت اس کے قلب میں راسخ نہ ہوتی تو ایسے الفاظ اس مردود کی زبان سے نہ نکلتے اور نہ وہ سر مبارک کی ایسی بے حرمتی کا مرتکب نہ ہوتا بلکہ نہایت بزرگی کے ساتھ کفن دیتا اور دفن کر دیتا۔

یہ تھی یزید کی لہابیت اور منافقت یہ تھی۔ دیوبندی اہلبیت اور ندویت اسی پر آج اس کے چاہنے والے محمود عباسی یزیدی کتاب خلافت معاویہ و یزید پر ناز کرتے ہیں۔ اسی پر آج تجلی دیوبند جو ماہانہ رسالہ دیوبند سے نکلتا ہے فخر کرتا ہے۔ اسی کتاب ملعونہ پر اڈیٹر اخبار صدق عبدالماجد دریا آبادی تقریظ لکھ کر اپنا گرویدہ بنانے پر نازاں ہے اور اسی عقیدے اور اسی خیال کے لوگ یزید کے ماننے والے ہیں جن کو لہابی ندوی دیوبندی ابلیسی نجدی وغیرہا کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو ابوجہل کے پکے پیرو ابی لہب کے خاص ہم عقیدہ شیخ نجدی علامہ عزازیل علیہ اللعنہ کے کامل چیلے ندوے میں بیٹھے اور آتے جاتے اور وہاں کے نجدی کی تعلیم سے فیضیاب

ہوتے اور اشاعت کرنے والے شعب بنی ہاشم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سال تک محصور رکھنے والے متحدہ محاذ قائم کرکے حضور کا گھر گھیرنے اور ہجرت پر مجبور کرنے والے بڑے بڑے رئیسوں مالداروں سے تعلق رکھنے والے۔ ہر موقع عمل پر کفار کا اعلانیہ یا بالواسطہ ساتھ دینے والے کفار یا مسلم نما کفار میں فرق یہ ہے کہ اس زمانے میں یہ کھلے ہوئے کفار و مشرکین تھے اور بعد میں یہ چولا بدل کر مسلم نما بن گئے اور قیامت تک یہ ناپاک گروہ موجود رہے گا۔ حتیٰ کہ اسی گروہ والے دجال کے ساتھ ہو کر ایمان والوں سے جنگ کریں گے جیسا کہ احادیث نبوی میں آیا ہے۔

بہر حال اس میں شک نہیں کہ اگر یزید سنی ہوتا تو آج دنیائے سنیت اس سے بیزار نہ ہوتی بلکہ امام حسین سے بیزار ہوتی کوئی پیسہ پھر بھی نذر نہ دلاتا اور نہ کوئی آل رسول ہونے کی پرواہ کرتا جس طرح سے خود رسول کے چچا ابولہب کا کوئی نہ احترام کرتا ہے نہ اس کا پاس و لحاظ بلکہ قرآن حکیم اس کی اور اس کی بیوی امامیہ کی مذمت کو عین ایمان و اسلام قرار دیتا ہے بخلاف اس کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدح و ستائش قرآن و حدیث کی روشنی میں ایمان و اسلام ہے نمازوں میں ان پر درود و اسلام بھیجا جاتا ہے خطیب مساجد میں منبروں پر صدیوں سے ان کا نام نامی عزت سے لیتے ہیں۔ ہزاروں کتابیں ان کی مدح و ثنا میں پائی جاتی ہیں۔ شجروں میں ان کا نام بعد سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیا جاتا ہے۔ ذاکرین و واعظین ان کا ذکر عزت کے ساتھ لیتے ہیں اور مسلمان ان کے نام پر ہزاروں روپیہ روپیہ کا ایصال ثواب کرتے ہیں یہاں تک کہ غیر مسلم بھی ان کا نام عزت و وقار کے ساتھ لیتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

# آخر میں ایک سوال

اب کہاں ہیں وہ عقل کے دشمن آنکھوں کے اندھے اور کانوں کے بہرے جن کے دلوں پر خدا نے مہریں کر دی ہیں بمصداق

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا — وہ دل رکھتے ہیں جن کو سمجھ نہیں اور
وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا — وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور
وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا — وہ کان جن سے سنتے نہیں۔

جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ سنی عالموں مولویوں اور واعظوں نے فرقہ بندی کر رکھی ہے۔ یہ باہم سب کو لڑاتے ہیں اور آپس میں اختلافات پیدا کرتے ہیں۔ آج بتا دیں اور ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں اور سچ سچ بتا دیں کہ لڑائی کی ابتداء کب سے ہوئی جماعت ملائکہ کے عمل سے سب سے پہلے اختلاف کس نے کیا نور محمدی کی تعظیم سے منکر کون ہوا محفل میلاد رسول اور اس کی زیب و زینت کس بھوئی آنکھ سے نہیں دیکھی گئی ان سب نئی باتوں کو بدعت کون سمجھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کس نے کیا۔ مناظرہ مباحثہ کو پہلے کون تیار ہوا اپنی پارٹی پہلے کس نے بنائی فرزندان آدم کو بہکا کر ان کے مسلمان باپ داداوں کے راستے کس نے ہٹایا یا حضرت آدم سے لے کر حضور اکرم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہر نبی اور رسول کو انا بشر مثلکم کہنے اور کہلانے کا طریقہ کس نے جاری کیا ہر نبی و رسول کو خدا کے دیئے ہوئے علم غیب سے انکار کرتے ہوئے شرک کس نے کہا۔ ہر نبی و رسول کی تعظیم و توقیر سے انکار کس کا شیوہ رہا۔

محفل میلاد شریف سے نفرت کس مردود کو رہی اور اذیت کس ملعون کو ہوتی ہے بتاؤ جبل ابو قبیس پر کس کا تخت لنڈھاک کر گراولادت کے چند روز کے بعد ندوہ کی بنیاد کس نے ڈالی حضور کے خلاف آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کیلئے کون سا مقام تجویز کیا گیا۔ ہجرت کی رات کہاں بیٹھ کر ابو لہب ابو جہل اور انکے ماننے والے لہابیوں نے آپس میں متحدہ محاذ بنا کر حضور کے کاشانۂ نبوت پر قاتلانہ حملہ کی جرأت کی کیا ندوہ کے سوا اور کسی مقام پر یہ کھیل کھیلا گیا شیطان مردود ہوائی عزازیل شیخ نجدی کی صورت بن کر ندوہ میں نہیں آیا تو کہاں آیا پھر سب ندویوں کو ایسا سبق پڑھا کر چل دیا کہ سارے کے سارے ندوی حضور اکرم کے گھر پر حملہ آور ہو گئے اور آپ کو ہجرت پر مجبور کیا گیا۔ انہیں لہابیوں ندویوں اور نجدیوں کی جماعت نہیں تھی جنہوں نے کلمہ پڑھ پڑھ کر قبول اسلام بھی کیا۔ نمازیں بھی پڑھیں۔ مسجد بھی بنوائی لشکر اسلام میں بھی شریک ہوتے رہے اور پھر خدا نے انکا بھانڈا بھی پھوڑا رسول کریم نے اُخرج یا فلاں فانک منافق فرما کر مسجد نبوی سے کسے نکال باہر کیا ذرا قرآن پڑھ کر دیکھئے تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے کارنامے ان مردودوں نے کئے۔

حضرت صدیقہ پر الزام کس نے لگایا یا خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بر سر اجلاس کس نے ٹوکا کہ یا محمد انصاف کر کس کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اس کے ماننے والے بڑے نمازی اور قاری صاحب ہوں گے لیکن اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے نشانے سے تیر یا آٹے سے بال اب بتاؤ کہ یہ ضرب اللہ اور ضرب الشیطان سے لڑائی کب سے جاری ہے۔ کیا یہ ابلیس لعین اور اس کی جماعت

کے کارنامے نہیں تھے کیا اللہ والے ان سب کارناموں کو بیٹھے چپ چاپ دیکھتے رہے کیا انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ خدا خدا کی جنگ ہے یا رسول یا رسول کی لڑائی ہے یا مسلمانوں سے باہمی جھگڑا ہے اس میں ہم کو دخل دینا مناسب نہیں بلکہ اللہ والوں نے شروع سے آج تک کھل کر صرف اللہ والوں کا ساتھ دیا اور اپنا مال اپنی جان اور اپنا تن من دھن سب اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔

آج بھی یہی صورت ہے کہ ایک طرف اللہ والے ہیں ایک طرف دیو کے بندے اپنے پیشوا یعنی شیطان کی بڑائی کرتے ہیں کہ شیطان کا علم حضور کے علم سے زیادہ ہے اللہ والے یعنی سنی مسلمان کہتے ہیں کہ نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ساری مخلوق سے زیادہ ہے۔

دیو کے بندے کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم گدھوں چوپایوں مجنوں اور دیوانوں کا جیسا ہے۔ آپ معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے آپ کا خیال نماز میں آنا اپنے گھر کے گدھے اور بیل کے خیال سے بدرجہا بدتر ہے اور اسی طرح کے صد ہا خرافات لکھتے ہیں۔ جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں سنی اللہ والے ان سب باتوں کا مدلل اور مسکت جواب دیتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ جنگ ابلیسوں اور اللہ والوں کے درمیان نہیں واللہ العظیم یہ جنگ حق و باطل کی وہی جنگ ہے۔ آج بھی ایک طرف محبان رسول ہیں، ایک طرف دشمنان رسول ایک طرف کفر ہے ایک طرف اسلام ایک طرف نور ہے ایک طرف ظلمت ایک طرف یزیدی ہیں ایک طرف حسینی ایک طرف مولانا ہدایت رسول صاحب مولانا احمد رضا خاں صاحب مولانا نعیم الدین صاحب مولانا امجد علی صاحب مولانا حشمت علی صاحب وغیرہم رحمتہ اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جو ہمیشہ ان لبابیوں اور دیلیے بندوں کے ابلیسوں کے مخالف ہیں اور آج تک ان کے سامنے والے ویسے ہی سچے پکے متصلب اور صحیح العقیدہ سنی ہیں۔ دوسری طرف ایک وہ جماعت ہے جو ہمیشہ سے اہل حق کی مخالف رہی اور آج تک مخالف ہے جو مذکورہ سنی علمائے کرام کے مخالف ہیں اور ان کا نام تذلیل و تحقیر سے لیتے ہیں۔ اب تم خود سوچو کہ کون جماعت اسلامی لباس میں رہتے ہوئے شیطان کی طرفداری کرتی ہے اور کون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایتی ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر اس کا جواب دو غصہ، ہٹ دھرمی، بے اخلاقی، عیاری، مکاری، مناظرہ بازی سے کام نہیں چلے گا کیونکہ یہ سب ہتھکنڈے دنیا ہی کے ہیں مرنے کے بعد یہ سب بے کار ہو جائیں گے آنکھیں کھولو نیک و بد کو پہچانو۔ سنی عالموں کے سر فرقہ بندی کا الزام نہ لگاؤ۔

یہ فرقہ بندی آج سے نہیں سنہ نامعلوم سے چلی آتی ہے اور آئندہ بھی چلتی رہے گی

خواہ مانو یا نہ مانو اے عمر مختار ہو

ہے ہمارا کام پہنچانا فقط پیغام کا